بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح بخاری پر

منکرینِ حدیث کے حملے

اور ان کا مدلل جواب

تالیف:
حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ الحدیث
حضرو۔ضلع اٹک

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحیح بخاری کی تیرہ (۱۳) روایات اور ان کا دفاع

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسوله الأمین ، أما بعد:

اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری ’’ **أصح الکتب بعد کتاب الله** ‘‘اللہ کی کتاب (قرآن) کے بعد سب کتابوں سے صحیح کتاب، ہے۔ اصولِ حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ واضح اور دوٹوک انداز میں بیان کردیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

’’ثم حکی أن الأمة تلقت هذین الکتابین بالقبول، سوی أحرف یسیرة ، انتقد ها بعض الحفاظ کالدار قطني وغیره،ثم استنبط من ذلك القطع بصحة ما فیها من الأحادیث ، لأن الأمة معصومة عن الخطأ، فما ظنت صحته وجب علیها العمل به، لا بُدّ وأن یکون صحیحاً في نفس الأمر، وهذاجید ‘‘

پھر (ابن الصلاح نے) بیان کیا کہ بے شک (ساری) امت نے ان دو کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کو قبول کر لیا ہے سوائے تھوڑے حروف کے جن پر بعض حفاظ مثلاً دارقطنی وغیرہ نے تنقید کی ہے۔ پھر اس سے (ابن الصلاح نے) استنباط کیا کہ ان دونوں کتابوں کی احادیث قطعی الصحت ہیں کیونکہ امت (جب اجماع کرلے تو) خطا سے معصوم ہے۔ جسے امت نے (بالاجماع) صحیح سمجھا تو اس پر عمل (اور ایمان) واجب ہے اور ضروری ہے کہ وہ حقیقت میں بھی صحیح ہی ہو۔ اور (ابن الصلاح کی) یہ بات اچھی ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ۱/۱۲۴، ۱۲۵)

اصولِ فقہ کے ماہر حافظ ثناء اللہ الزاہدی نے ایک رسالہ ’’**أحادیث الصحیحین بین الظن والیقین** ‘‘لکھا ہے جس میں ابو اسحاق السفرائنی (متوفی ۴۱۸ھ) امام الحرمین الجوینی (متوفی ۴۷۸ھ) ابن القیسرانی (متوفی ۵۰۷ھ) ابن الصلاح (متوفی ۶۴۳ھ) اور ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) وغیرہم سے صحیحین کا صحیح وقطعی الثبوت ہونا ثابت کیا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا مختصر تعارف

① امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’ولم أر أحداً بالعراق ولا بخراسان في معنی العلل والتاریخ ومعرفة الأسانید کبیر أحد أعلم من محمد بن إسماعیل رحمه الله ‘‘میں نے علل، تاریخ اور معرفت اسانید میں محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ (بخاری) سے بڑا کوئی عالم نہ عراق میں دیکھا اور نہ خراسان میں (کتاب العلل للترمذی ص ۳۲)

② امام بخاری کے شاگرد امام مسلم رحمہ اللہ نے آپ کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

”لا يبغضك إلا حاسد وأشهد أن ليس فى الدنيا مثلك “ آپ سے صرف حسد کرنے والا شخص ہی بغض کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں ہے (الارشاد للخلیلی ۳/۹۶۱ وسندہ صحیح)

③ امام الائمہ شیخ الاسلام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے فرمایا:

”ما رأيت تحت أديم السماء أعلم بالحديث من محمد بن إسماعيل البخاري “میں نے آسمان کے نیچے، محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ بڑا حدیث کا عالم نہیں دیکھا (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۷۴ ح ۱۵۵ وسندہ صحیح)

④ صحیح ابن حبان کے مؤلف حافظ ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے لکھا:

”وكان من خيار الناس ممن جمع وصنف ورحل وحفظ وذاكر وحث عليه وكثرت عنايته بالأخبار وحفظه للآثار مع علمه بالتاريخ ومعرفة أيام الناس ولزوم الورع الخفي والعبادة الدائمة إلىٰ أن مات رحمه الله “آپ لوگوں میں بہترین انسان تھے، آپ نے (احادیث) جمع کیں، کتابیں لکھیں، سفر کیا اور (احادیث) یاد کیں۔ آپ نے مذاکرہ کیا، اس کی ترغیب دی اور اخبار و آثار یاد کرنے میں بہت زیادہ توجہ دی۔ آپ تاریخ اور لوگوں کے حالات کو خوب جانتے تھے۔ آپ اپنی وفات تک خفیہ پرہیزگاری اور عبادت دائمہ پر قائم رہے، رحمہ اللہ (کتاب الثقات ۹/۱۱۳، ۱۱۴)

صحیح بخاری کا تعارف

اب صحیح بخاری کا تعارف پیش خدمت ہے:

① مشہور کتاب سنن النسائی کے مؤلف امام ابو عبدالرحمٰن النسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) نے فرمایا: ”فما في هذه الكتب كلها أجود من كتاب محمد بن إسماعيل البخاري “ان تمام کتابوں میں محمد بن اسماعیل البخاری کی کتاب سے زیادہ بہتر کوئی کتاب نہیں ہے (تاریخ بغداد ۲/۹ وسندہ صحیح)

② ”الإبانۃ الکبریٰ“ کے مصنف، امام حافظ، شیخ السنۃ ابو نصر السجزی الوائلی (حنفی) رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۴ھ) سے منقول ہے کہ:

”أجمع أهل العلم _ الفقهاء وغيرهم _ أن رجلاً لو حلف بالطلاق أن جميع ما في كتاب البخاري مما روى عن النبي ﷺ قد صح عنه ورسول الله ﷺ قاله، لا شك فيه أنه لا يحنث، والمرأة بحالها فى حبالته “اہل علم _ فقہاء وغیرہم کا اجماع ہے کہ اگر کوئی آدمی طلاق کی قسم اٹھائے کہ صحیح بخاری میں نبی ﷺ سے جو مروی ہے یقیناً صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹتی اور اس کی عورت اس کے نکاح میں باقی رہتی ہے۔

(علوم الحدیث لابن الصلاح ص ۳۸، ۳۹ دوسرا نسخہ ص ۹۴، ۹۵، النکت للزرکشی ص ۸۰، التقیید والایضاح للعراقی ص ۳۸،

www.sirat-e-mustaqeem.com

۳۹،الشذی الضیاح لبرھان الدین الأبناسی، ورقہ: ۹بحوالہ أحادیث الصحیحین بین الظن والیقین ص۲۸)

اس قول کی وائلی تک مجھے سند نہیں ملی لیکن ایسا ہی قول امام الحرمین ابوالمعالی سے مروی ہے، دیکھئے النکت للزرکشی (ص۸۰،۸۱،شرح صحیح مسلم للنووی، درسی نسخہ ج اص۱۴ دوسرا نسخہ ۱/۱۹،۲۰) النکت علی ابن الصلاح لابن حجر (۱/۳۷۲ وقال: مقالته المشهورة)

امام الحرمین والاقول بھی باسند صحیح معلوم نہیں۔ ابن دحیہ والی روایت قوی متابعت نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ تاہم یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ ایسی قسم اٹھانے والے شخص کی بیوی پر طلاق نہیں پڑتی۔

③ شاہ ولی اللہ الدہلوی (حنفی) فرماتے ہیں کہ:

"أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون علىٰ أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع و أنهما متواتران إلىٰ مصنفيهما وأنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين"

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔"

(حجۃ اللہ البالغہ عربی ۱/۱۳۴، اردو ۱/۲۴۲ ترجمہ: عبدالحق حقانی)

برصغیر (پاکستان اور ہندوستان) کے دیوبندیوں، بریلویوں اور حنفیوں کے نزدیک شاہ ولی اللہ الدہلوی کا بہت بڑا مقام ہے، لہذا شاہ ولی اللہ کا قول ان کے لئے کافی ہے تاہم مزید تحقیق واتمام حجت کے لئے آلِ دیوبند اور آلِ بریلی کی صحیح بخاری کے بارے میں تحقیقات پیش خدمت ہیں۔

بریلویوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

① سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے صحیحین کے راوی محمد بن فضیل بن غزوان پر جرح کی (معیار الحق ص۳۹۶) تو احمد رضا خان بریلوی صاحب نے رد کرتے ہوئے لکھا:

"اقول اولاً: یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری وصحیح مسلم کے رجال سے ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم ۲/۲۴۴ طبعہ جدیدہ ۵/۱۷۴)

معلوم ہوا کہ احمد رضا خان صاحب کے نزدیک صحیحین کے راویوں پر جرح کرنا بے شرمی کا کام ہے۔

تنبیہ: محمد بن فضیل ثقہ وصدوق راوی ہے اس پر جرح مردود ہے والحمدللہ

احمد رضا خان صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

www.sirat-e-mustaqeem.com

''ازاں جملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ...... '' (احکام شریعت حصہ اول ص ۶۲)

② عبدالسمیع رامپوری صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اور یہ محدثین میں قاعدہ ٹھہر چکا ہے کہ صحیحین کی حدیث نسائی وغیرہ کل محدثوں کی احادیث پر مقدم ہے کیونکہ اوروں کی حدیث اگر صحیح بھی ہوگی تو صحیحین اس سے صحیح اور قوی تر ہوگی''

(انوار ساطعہ ص ۴۱)

③ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''تمام محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح بخاری تمام کتب سے اصح کتاب ہے''

(تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ۱/۵) نیز دیکھئے تذکرۃ المحدثین للسعیدی (ص ۳۲۴)

④ محمد حنیف رضوی بریلوی نے صحیح بخاری کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' قرار دیا۔

(دیکھئے جامع الحدیث ۱/۳۲۳ ومقالات کاظمی ۱/۲۴۷، افادہ الأخ محمد داود ارشد حفظہ اللہ)

نیز دیکھئے یہی مضمون، باب: حنفیوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

تنبیہ: عینی حنفی، زیلعی حنفی، ابن الترکمانی حنفی اور ملا علی قاری وغیرہم کو بریلوی حضرات اپنا اکابر مانتے ہیں لہذا ان کے اقوال بریلویوں پر حجت قاطعہ ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ بھیروی بریلوی فرماتے ہیں کہ: ''جمہور علمائے امت نے گہری فکر ونظر اور بے لاگ نقد وتبصرہ کے بعد اس کتاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری کا عظیم الشان لقب عطا فرمایا ہے۔'' (سنت خیر الانام ص ۵۷ طبع ۲۰۰۱ء)

دیوبندیوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

① رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ: ''مگر کتاب بخاری اصح الکتب میں جو چودہ روز مذکور ہیں وہ سب سے راجح ہے''

(اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ ص ۱۸، تالیفات رشیدیہ ص ۳۳۷)

نیز دیکھئے اوثق العریٰ (ص ۲۹) وتالیفات رشیدیہ (ص ۳۴۳) س

② مدرسہ دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ایک آدمی راؤ عبدالرحمٰن صاحب سے فرمایا:

''بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہان کے بادشاہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (حکایات اولیاء ص ۲۷۲ حکایت: ۲۵۴)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک، سیدنا صاحب جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحیح بخاری پڑھتے تھے۔ اگر اس میں کوئی ضعیف حدیث ہوتی تو آپ ﷺ انہیں یا نانوتوی صاحب کو ضرور بتا دیتے۔!

③ انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ: ''والشعراني رحمه الله تعالیٰ أيضاً كتب أنه رآه ﷺ وقرأ عليه البخاري فی ثمانية رفقة معه ثم سما هم وكان واحد منهم حنفياً وكتب الدعاء الذي قرأه عند ختمه ، فالرؤيا يقظة متحققة و انكارها جهل''

www.sirat-e-mustaqeem.com

مفہوم: اور شعرانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں ایک حنفی تھا، آپ کو صحیح بخاری پڑھ کو سنائی، اور جو دعا اس کے ختم کے وقت پڑھی تھی لکھ دی۔ پس (یہ) رؤیت بیداری کی ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔ (فیض الباری ۱/۲۰۴)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے ''عظیم محدث'' کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے بیداری میں (دنیا میں آکر) آٹھ آدمیوں کو صحیح بخاری پڑھائی۔ اگر اس میں کوئی ضعیف حدیث ہوتی تو آپ ﷺ ضرور بیان فرمادیتے۔!

④ قاری محمد طیب دیوبندی، مہتمم دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ: ''دوسری طرف شارحِ بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے'' (مقدمہ فضل الباری ۱/۲۶)

اسی کتاب کے مقدمے میں قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ:

''اس لئے حدیث صحیح لذاتہٖ کا انکار در حقیقت قرآن کی سینکڑوں آیتوں کا انکار ہے۔ اس لئے کسی منکر حدیث کے لئے جو اتباع قرآن کا نام نہاد مدعی ہے کم از کم اس روایت سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی جس کا نام صحیح لذاتہٖ ہے۔'' (مقدمہ فضل الباری ۱/۱۰۳)

قاری محمد طیب صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

''**صحت بخاری:** تو امام بخاریؒ روایت کرنے میں یکتا ہیں کہ صحیح بخاری کے اندر جو حدیثیں ہیں وہ ان کی شرائط پر منطبق ہیں وہ نہایت ہی اونچی حدیثیں ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحیح کسی اور کتاب میں نہیں ہے مسلم میں بھی صحیح حدیثیں ہیں ترمذی میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ نسائی میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ اور کتابوں میں بھی ہیں مگر جن شرائط اور محتاط طریقے سے امام بخاریؒ قبول کرتے ہیں ان سب سے نیچے نیچے ہیں۔ ان کی نہایت پکی شرطیں ہوتی ہیں۔ وہ ان میں کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسی شرطیں راویت میں لگائی ہیں کہ وہ اور صحیحوں سے بڑھ کر روایت میں صحیح ہیں جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کر دیا...... اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے۔

اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہ اللہ کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری ہے۔ کتاب اللہ کے بعد اس کا درجہ رکھا گیا۔ اول تو طبعاً بھی بعد میں اس کا مرتبہ ہونا چاہئے اس لئے کہ کتاب اللہ اسے میں تو اللہ کا علم ہے۔. کتاب اللہ کہتے ہیں جس میں حق تعالیٰ کا حکم ہو، اور یہ صحیح بخاری در حقیقت کتاب الرسولؐ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ رسول کا درجہ تو اللہ کے بعد ہی ہے اس لئے رسول کی کتاب کا درجہ بھی اللہ کی کتاب کے بعد ہوا۔ تو اعلیٰ ترین صحت کتاب اللہ کی ہے کہ اس عالم میں کسی آسمانی کتاب کو وہ صحت نصیب نہیں ہوئی جو کتاب مبین کو ہوئی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کلام در حقیقت صرف یہی ہے۔'' (خطبات حکیم الاسلام ۵/۲۳۲، ۲۳۳)

تنبیہ: نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ پورا درود ''ﷺ'' لکھنا چاہئے۔ صرف ''ص'' وغیرہ لکھ دینا غلط ہے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۲۰۹ دوسرا نسخہ ص ۲۹۹، ۳۰۰)

⑤ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

www.sirat-e-mustaqeem.com

''حالانکہ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری''

(مودودی صاحب اورتخریب اسلام ص ۱۹، احسن الفتاویٰ ۱/۳۱۵)

⑥ محمد عاشق الٰہی میرٹھی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''جمہور کا مسلک یہ ہے کہ سب سے مقدم بخاری ہے بلکہ تقریباً سارے ہی مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے...''

(سوانح عمری، محمد زکریا صاحب ص ۳۴۹، ۳۵۰)

⑦ مولوی عبدالقدیر دیوبندی صاحب (مومن پور، حضرو، ضلع اٹک والے) حافظ ابن حجر کا ضابطہ بطورِ استدلال لکھتے ہیں کہ: ''یعنی صحیحین کی روایت کو غیر پر ترجیح ہوگی۔'' (تدقیق الکلام ۱/۲۳۲)

⑧ محمد عبدالقوی پیر قادری لکھتے ہیں کہ:

''علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ احادیث کی جملہ کتابوں میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم صحیح ترین ہیں...''

(مفتاح النجاح مع حل سوالات جلد اول ص ۳۵)

⑨ دیوبندی مناظر ماسٹر محمد امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''......مگر اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری الصحیح البخاری اور صحاح ستہ کے اجماع کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں۔''

(فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات ص ۴ فقرہ: ۱۶، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۲۶۲ طبعہ ۱۹۹۴ء)

⑩ عبدالقیوم حقانی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''چنانچہ روئے زمین پر اصح الکتب بعد کتاب اللہ ھو الصحیح البخاری کے باب...''

(دفاعِ امام ابوحنیفہ ص ۲۸۷ پسند فرمودہ عبدالحق حقانی و سمیع الحق حقانی)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے کہا: ''اہلِ فن اسے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ قرار دیتے ہیں'' (آثار الحدیث جلد دوم ص ۱۶۳)

اس قسم کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً دیکھئے تفہیم البخاری (۱/۲۷، از عدنان احمد مکتبہ مدینہ / شائع کردہ مکتبہ مدینہ، اردو بازار لاہور) وصحبتے با اہل حق (ص ۳۰۴ عبدالقیوم حقانی) ومقدمۃ انوار الباری (۲/۵۲) ودرس ترمذی (محمد تقی عثمانی ۱/۶۸) انعام الباری (محمد تقی عثمانی ۱/۹۹) علوم الحدیث (محمد عبیداللہ الاسعدی ص ۹۴) ارشاد اصول الحدیث (مفتی محمد ارشاد قاسمی ص ۵۹ بحوالہ ظفر الامانی ص ۱۳۶) آسان اصول حدیث (خالد سیف اللہ رحمانی ص ۳۸) خیر الاصول فی حدیث الرسول (خیر محمد جالندھری ص ۶، ۷، آثار خیر ص ۱۲۳، ۱۲۴) کشف الباری (۱/۱۸۵، از افادات: سلیم اللہ خان دیوبندی)

جناب عبدالحق حقانی دہلوی (صاحب تفسیر حقانی) فرماتے ہیں کہ:

''اسی لئے حدیث کی کتابوں میں صحیح بخاری سب سے قوی اور معتبر ہے اس کے بعد صحیح مسلم۔''

(عقائد الاسلام ص ۱۰۰ پسند فرمودہ محمد قاسم نانوتوی، دیکھئے ص ۲۶۴)

www.sirat-e-mustaqeem.com

سرفراز خان صفدر دیو بندی لکھتے ہیں کہ:

''امام مسلم (المتوفی ۲۶۱ھ) صحیح مسلم شریف کے مؤلف ہیں جو بخاری شریف کے بعد تمام حدیث کی کتابوں میں پہلے درجہ پر صحیح تسلیم کی جاتی ہے۔اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روائتیں صحیح ہیں۔''
(حاشیہ احسن الکلام ۱/۱۸۷ دوسرا نسخہ ۱/۲۳۴)

حنفیوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

① عینی حنفی نے کہا: ''اتفق علماء الشرق والغرب علی أنه لیس بعد کتاب الله تعالیٰ أصح من صحیحي البخاري و مسلم .... ''مشرق و مغرب کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بخاری و مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے (عمدۃ القاری ۱/۵)

② ملا علی قاری نے کہا: ''ثم اتفقت العلماء علی تلقی الصحیحین بالقبول و إنهما أصح الکتب المؤلفة.... ''پھر (تمام) علماء کا اتفاق ہے کہ صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور یہ دونوں کتابیں تمام کتابوں میں صحیح ترین ہیں (مرقاۃ المفاتیح ۱/۵۸)

③ زیلعی حنفی نے کہا: '' وأعلی درجة الصحیح عندالحفاظ ما اتفق علیه الشیخان ''اور حفاظ حدیث کے نزدیک سب سے اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث وہ ہے جس کی روایت پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو (نصب الرایۃ ۱/۴۲۱)

④ شاہ ولی اللہ الدہلوی کا قول ''صحیح بخاری کا تعارف'' کے تحت گزر چکا ہے (ص ۳)

⑤ قاضی محمد عبدالرحمٰن عیدالحلاوی الحنفی نے کہا: ''ومن هذا القسم أحادیث صحیح البخاری و مسلم فإن الأمة تلقت ما فیهما بالقبول ''اور اسی قسم سے بخاری و مسلم کی حدیثیں ہیں کیونکہ بے شک امت نے (تلقی بالقبول کر کے) انہیں قبول کر لیا ہے (تسہیل الوصول الی علم الوصول ص ۱۴۵ حکم خبر الواحد و وجوب العمل بہ)

نیز دیکھئے قفو الاثر فی صفو علوم الأثر لمحمد بن إبراهیم الحلبي الحنفي (ص ۵۱۔۵۷) وبلغة الغریب فی مصطلح آثار الحبیب لمحمد مرتضی الحسیني الزبیدي (ص ۱۸۹ [۳]) والأجوبة الفاضلة للکهنوی (ص ۱۹، مجموعہ رسائل للکھنوی ۴/۴۱۱)

⑥ احمد علی سہارنپوری ماتریدی (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے فرمایا:

''واتفق العلمآء علی ان اصح الکتب المصنفة صحیحا البخاري ومسلم واتفق الجمهور علی ان صحیح البخاري اصحهما صحیحاً واکثرهما فوائد ''اور علماء کا اتفاق (اجماع) ہے کہ (کتاب اللہ کے بعد) لکھی ہوئی کتابوں میں سب سے صحیح بخاری و مسلم ہیں اور جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح مسلم سے صحیح بخاری زیادہ صحیح ہے اور اس میں فوائد بھی زیادہ ہیں (مقدمۃ صحیح البخاری، درسی نسخہ ۱/۴)

اس قسم کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔مختصر یہ کہ بریلویوں، دیو بندیوں اور حنفیوں کے نزدیک صحیح بخاری صحیح اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ **والحمد لله علی ذلك**

صحیح بخاری پر منکرین حدیث کے حملے

دورِ قدیم اور دورِ جدید میں منکرین حدیث جن زاویوں سے صحیح بخاری پر حملے کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں ان کا مختصر تعارف مع رد درج ذیل ہے:

۱☆ بعض الناس صحیح بخاری کی ایک یا چند احادیث لے کر کہتے ہیں کہ "یہ قرآن کے خلاف ہے"

عرض ہے کہ خلاف ہونے کی دو قسمیں ہیں:

اول: ایک دلیل دوسری دلیل کے من کل الوجوہ (ہر لحاظ) سے خلاف ہو، تطبیق اور توفیق ممکن ہی نہ ہو مثلاً (۱) ایک شخص کہتا ہے "کتا حلال ہے"! (۲) دوسرا کہتا ہے "کتا حرام ہے"

یہ دونوں اقوال ایک دوسرے کے سراسر مخالف ہیں۔ اس قسم کی مخالفت والی کوئی ایک حدیث بھی صحیح بخاری میں موجود نہیں جس سے قرآن مجید کا صریح خلاف وارد ہوتا ہو۔ بلکہ دنیا کی کسی کتاب میں ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے جو اس لحاظ سے قرآن کے صریح مخالف ہو۔

میرا یہ دعویٰ ہے کہ: "**لاأعرف أنه روي عن النبي ﷺ حديثان _بإسنادين صحيحين _متضادين، فمن كان عنده فليأتني لأؤلف بينهما إن شا الله** " مجھے نبی ﷺ کی ایسی دو صحیح السند حدیثیں معلوم نہیں ہیں جو باہم متعارض ہوں (یا قرآن کے خلاف ہوں) جس شخص کے پاس ایسی کوئی بات ہے تو وہ میرے پاس لے آئے میں ان کے درمیان تطبیق و توفیق دے کر سمجھا دوں گا، ان شاء اللہ۔

تنبیہ: اس قسم کا ایک قول شیخ الاسلام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) سے مروی ہے لیکن مجھے اس کی کوئی صحیح سند نہیں ملی، لہذا ہم اس بات کو امام ابن خزیمہ سے منسوب نہیں کرتے۔

دوم: حدیث صحیح کا متن صراحت کے ساتھ قرآن یا احادیث صحیحہ کے خلاف نہیں ہوتا۔ ناسخ منسوخ، تطبیق اور توفیق ممکن ہوتی ہے لیکن بعض الناس اپنے اپنے مزاعم مخصوصہ کی بنا پر اس حدیث کو قرآن یا احادیث صحیحہ کے خلاف کہہ دیتے ہیں۔ ان کا یہ یہ اعتراض سرے سے مردود ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ تم پر مردار حرام کیا گیا (المآئدۃ:۳)

جبکہ ارشاد نبوی ہے کہ: "**الحل ميتته** " سمندر کا مردار حلال ہے (مؤطا امام مالک ۲۲/۱ ح ۴۰ وسندہ صحیح، ورواہ أبوداود:۸۳ والنسائی:۵۹ وابن ماجہ:۳۸۶ والترمذی:۶۹ وقال: "**هذا حديث حسن صحيح** " وصححہ ابن خزیمۃ: ۱۱۱ وابن حبان الموارد:۱۱۹)

اگر کوئی شخص قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے مردہ مچھلی (مردارِ سمندر) کو حرام قرار دے تو یہ اس شخص کی حماقت ہی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل سے استدلال غلط ہوتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

تنبیہ: بعض منکرین حدیث نے (۱) تخلیق آدم وحوا (۲) فرضیت اطاعت والدین وغیرہ اسلامی عقائد کو قرآن کے خلاف کہہ کر رد کر دیا ہے (!) دیکھئے پرویز کی کتاب ''عالمگیر افسانے'' (ص ۳،۱۷)

۲ ☆ بعض لوگوں نے میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب اور تہذیب الکمال وغیرہ کتب اسماء الرجال میں صحیحین کے بعض مرکزی راویوں پر بعض جرحیں نقل کر کے ان کی روایات رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ حرکت حبیب الرحمٰن کاندھلوی، تمنا عمادی، شبیر احمد ازہر میرٹھی اور محمد ہادی تورڈھیروی وغیرہ منکرین حدیث نے کی ہے۔ صحیحین کی اصولی روایتوں پر اسماء الرجال کی کتابوں میں یہ جرحیں دیکھ کر ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ یہ تمام جروح درج ذیل دو باتوں پر مشتمل ہیں:

① بعض جرحیں اصل جارحین سے ثابت ہی نہیں ہیں مثلاً صحیحین کے بنیادی راوی ابن جریج کے بارے میں بعض الناس نے تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۱/۱۷۰، ۱۷۱ ت ۱۶۴) وغیرہ کے ذریعے لکھا ہے کہ ابن جریج نے نوے (۹۰) عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ دیکھئے حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حیاتی کی کتاب ''نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح'' (مقدمہ ص ۱۸ بترقیمی)

تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ: ''وقال جرير: كان ابن جريج يرى المتعة تزوج ستين امرأة.. قال ابن عبدالحكم: سمعت الشافعي يقول: استمتع ابن جريج بتسعين امرأة حتى انه كان يحتقن في الليلة بأوقية شيرج طلباً للجماع'' (۱/۱۷۰، ۱۷۱)

جرح کے یہ دونوں اقوال بے سند ہونے کی وجہ سے باطل ہیں۔ جریر اور ابن عبدالحکم کی وفات کے صدیوں بعد حافظ ذہبی پیدا ہوئے لہذا انہیں کس ذریعے سے یہ اقوال ملے ہیں؟ نامعلوم ہے۔ اسی طرح مؤمل بن اسماعیل پر امام بخاری سے منسوب جرح (منکر الحدیث) امام بخاری رحمہ اللہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔

② بعض جرحیں اصل جارحین سے ثابت ہوتی ہیں لیکن جمہور کی توثیق یا تعدیل صریح کے مقابلے میں جرح غیر صریح ہونے کی وجہ سے مردود ہوتی ہیں مثلاً امام زہری، عبدالرزاق بن ہمام، بقیہ بن الولید، عبدالحمید بن جعفر، عکرمہ مولی ابن عباس اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہم پر تمام جرحیں جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

تنبیہ: امام زہری کا ذکر بطور فرضیت کیا گیا ہے درجہ وہ تو بالا جماع ثقہ ہیں والحمدللہ۔ جب کسی راوی پر جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہو تو جارحین مع جرح اور معدلین مع تعدیل جمع کر کے دیکھیں پھر اس حالت میں جس طرف جمہور ہیں وہی حق اور صواب ہے۔

تمنا عمادی، کاندھلوی اور شبیر احمد میرٹھی وغیرہ تمام لوگوں کی صحیحین کے بنیادی واصولی راویوں پر جرحیں جمہور و اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود و باطل ہیں۔

۳ ☆ بعض لوگ تدلیس یا اختلاط کی وجہ سے بھی جرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ثقہ مدلس کی روایت تصریح سماع یا معتبر متابعت وصحیح شاہد کے بعد صحیح و حجت ہوتی ہے اور مختلط کی اختلاط سے پہلے والی روایت بھی بالکل صحیح ہوتی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے۔
تنبیہ: صحیحین میں تمام مدلسین کی روایات تصریح سماع، معتبر متابعات اور صحیح شواہد پر مبنی ہیں۔ تفصیلی حوالوں کے لئے اصول حدیث کی کتابیں دیکھئے نیز دیکھئے شرح صحیح مسلم للنووی (۱۸/۱ درسی نسخہ)

محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی حیاتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''مدلس راوی عــن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اِلَّا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ (مقدمہ نووی ص ۱۸، فتح المغیث ص ۷۷ وتدریب الراوی ص ۱۴۴)'' (خزائن السنن ۱/۱)

بعض جاہل لوگ ادراج اور مدرج کی جرح کر کے بعض ثقہ راویوں کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس جرح کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے، صرف مدرج کو غیر مدرج سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور بس!

ہشام بن عروہ پر بعض الناس کی جرح اور اس کا جواب

ہشام بن عروہ المدنی رحمہ اللہ کے بارے میں ابوحاتم الرازی (متوفی ۲۷۷ھ) نے کہا: ''**ثقة إمام في الحديث**'' (الجرح والتعدیل ۹/۶۴ وسندہ صحیح) احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی (متوفی ۲۶۱ھ) نے کہا: ''**وكان ثقة**...'' (تاریخ الثقات: ۱۷۴۰ وفی المطبوع بعدہ عبارۃ مشوشۃ، تاریخ بغداد ۱۴/۴۱ وسندہ صحیح)

محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) نے کہا: ''**وكان ثقة ثبتاً كثير الحديث حجةً**'' (الطبقات ۷/۳۲۱) یعقوب بن شیبہ (متوفی ۲۶۲ھ) نے کہا: ''**وهشام بن عروة ثبت حجة** ..'' (تاریخ بغداد ۱۴/۴۰ وسندہ صحیح، **وكلامه بعده يشير إلى تدليسه، والله أعلم**)

یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک ہشام بن عروہ (**عن عروه**) محبوب (پسندیدہ) ہیں یا الزہری؟ تو انہوں نے فرمایا: دونوں، اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۷۵۰ وسندہ صحیح)

دارقطنی نے کہا: ''**وهشام وإن كان ثقة فإن الزهري أحفظ منه، والله أعلم**'' (سنن الدارقطنی ۴/۲۴۰ ح ۴۵۳۷) محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) نے انہیں ثقہ راویوں میں شامل کر کے فرمایا: ''**وكان حافظاً متقناً ورعاً (فاضلاً)**'' (الثقات ۵/۵۰۲) محدث ابن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ) نے ہشام بن عروہ کو کتاب الثقات میں ذکر کیا (۱۵۲۶) بخاری و مسلم نے اصول میں روایت لے کر اسے ثقہ و صحیح الحدیث قرار دیا۔

اس تمام توثیق کے مقابلے میں ابوالحسن بن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) نے کہا: ''**وهشام بن عروة منهم**'' اور ہشام بن عروہ ان (مختلطین) میں سے ہے (بیان الوھم والإیھام الواقعین فی کتاب الأحکام ۵/۵۰۴ ح ۲۷۲۶) حافظ ذہبی نے ''**ولا عبرة**'' کہہ کر اس قول کو غیر معتبر قرار دیا (دیکھئے میزان الاعتدال ۴/۳۰۱) اور فرمایا: ''**ولم يختلط أبداً**'' اور ہشام کو کبھی اختلاط نہیں ہوا (ایضاً ص ۳۰۱) حافظ ذہبی نے مزید کہا: ''**وهشام فلم يختلط قط،**

www.sirat-e-mustaqeem.com

هذا أمر مقطوع به ''اور ہشام کو کبھی اختلاط نہیں ہوا، یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے (سیر اعلام النبلاء ۳۶/۶) اور کہا:
'' فقول ابن القطان :إنه اختلط قول مردود مرذول ''(ایضاً ص ۳۶) حافظ ابن حجر نے کہا: ''ولم نرله فی ذلك سلفاً ''اور ہم نے اس قول میں اس (ابن القطان الفاسی) کا کوئی سلف نہیں دیکھا۔
(تہذیب التہذیب ۵۱/۱۱)

معلوم ہوا کہ ہشام بن عروہ پر اختلاط کا الزام مردود و باطل ہے۔

فائدہ: بذاتِ خود ابن القطان الفاسی نے ہشام بن عروہ اور عثمان بن عروہ کے بارے میں کہا:
'' وهشام وعثمان ثقتان ''یعنی ہشام اور عثمان دونوں ثقہ ہیں (بیان الوھم والإیھام ۴۲۹/۵ ح ۲۶۰۴)

تنبیہ: ہشام بن عروہ نے ایک روایت بیان کی ہے جس میں آیا ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا تھا جس کا آپ پر دنیاوی امور میں، دیگر بیماریوں کی طرح عارضی اثر ہوا مثلاً بعض اوقات آپ یہ بھول جاتے کہ آپ اپنی فلاں زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے یا نہیں۔ اس روایت صحیحہ پر نیش زنی کرتے ہوئے حبیب الرحمٰن کاندھلوی ولد اشفاق الرحمٰن کاندھلوی لکھتا ہے کہ:

۵۔ یہ روایت ہشام کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا۔ اور ہشام کا ۱۳۲ھ میں دماغ جواب دے گیا تھا۔ بلکہ حافظ عقیلی تو لکھتے ہیں۔ قد خرف فی اٰخر عمره - آخر عمر میں سٹھیا گئے تھے۔ تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ روایت سٹھیانے سے پہلے کی ہے۔

۶۔ ہشام کے مشہور شاگردوں میں سے امام مالک یہ روایت نقل نہیں کرتے۔ بلکہ کوئی بھی اہل مدینہ یہ روایت نقل نہیں کرتا۔ ہشام سے جتنے بھی راوی ہیں سب عراقی ہیں اور اتفاق سے عراق پہنچنے کے چند روز بعد ہشام کا دماغ سٹھیا گیا تھا۔'' (مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت ۹۱/۲)

عرض ہے کہ اختلاط اور سٹھیانے والی بات تو باطل و مردود ہے جیسا کہ حافظ ذہبی کے قول سے ثابت کیا جا چکا ہے۔
عقیلی کا قول مجھے کتاب الضعفاء وغیرہ میں نہیں ملا۔ محدث ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں کہ:
''موصوف نے امام عقیلی کے قول کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال وغیرہ کتب میں امام عقیلی کا یہ قول ہمیں کہیں نظر نہیں آیا۔ بلکہ امام عقیلی نے تو ہشام کا کتاب الضعفاء میں ذکر ہی نہیں کیا۔''
(احادیث صحیح بخاری و مسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش ص ۱۱۳)

ہشام بن عروہ سے سحر والی روایت انس بن عیاض المدنی (صحیح بخاری: ۶۳۹۱) اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد المدنی (صحیح بخاری: ۵۷۶۳ و تفسیر ابن جریر الطبری ۳۶۶/۱، ۳۶۷ و سندہ حسن، ابن ابی الزناد وثقہ الجمہور) نے بیان کی ہے لہٰذا یہ کہنا کہ ''بلکہ کوئی بھی اہل مدینہ یہ روایت نقل نہیں کرتا۔'' باطل و مردود ہے۔ ایک اور شخص لکھتا ہے کہ: ''ہشام بن عروہ ثقہ فقیہ ہے بارہا تدلیس کی ہے (تقریب ج ۲ ص ۲۶۸) چونکہ سحر والی روایت عن سے ہے اور اصول حدیث میں مدلس کا عنعنہ ناقابل قبول ہے لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔ تو اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا کہ اصول حدیث کی روشنی

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں نبی علیہ السلام پر جادو والی روایات سنداً اور متناً غلط ہیں۔'' (جادو کی شرعی حیثیت قرآن کی روشنی میں/تجلّی خان ص ۱۷)

حالانکہ صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ: '' حدثنا محمد بن المثنیٰ :ثنا هشام :ثني أبي عن عائشة أن النبي ﷺ سحر حتی کان یخیّل إلیه أنه صنع شیئاً ولم یصنعه '' (درسی نسخہ ۱/۴۵۰ ح ۳۱۷۵ کتاب الجزیہ باب ۱۴ هل یعفی عن الذمي ،إذا سحر ؟ سماع کی واضح تصریح کے باوجود یہ کہنا کہ'' چونکہ سحر والی روایت عن سے ہے...'' کیا معنی رکھتا ہے؟ ایک شخص نے لکھا ہے کہ: ''ہشام کی بیان کی ہوئی روایات میں سے کسی بھی روایت کی اسناد میں یہ ذکر نہیں ہے کہ عروہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی تھی......'' (صحیح بخاری کا مطالعہ از شبیر احمد ازہر میرٹھی ج ۲ص ۸۷)

عرض ہے کہ عروہ بن الزبیر کا مدلس ہونا ثابت نہیں ہے لہذا وہ تدلیس سے بری ہیں۔ آپ ۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اپنی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (وفات ۵۷ھ) سے سماع وملاقات واستفادہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۷۷-۴) وصحیح مسلم (۲۴۱۸ وترقیم دارالسلام: ۶۲۴۹-۶۲۵۱) ومسند الحمیدی بتحقیقی (۲۶۴) حدیث کے طالب علم بھی یہ جانتے ہیں کہ غیر مدلس راوی کا اپنے استاد سے بدون سماع عن اور قال وغیرہ کے ساتھ روایت کرنا، سماع پر ہی محمول ہوتا ہے الا یہ کہ صریح دلیل سے کسی روایت کی تخصیص ثابت ہو۔ لہذا یہ اعتراض بھی مردود وباطل ہے۔

تنبیہ بلیغ: بعض لوگ ہشام بن عروہ کے بارے میں (عبدالرحمٰن بن یوسف بن سعید) ابن خراش کا قول (کان مالك لا یرضاه....) پیش کرتے ہیں حالانکہ ابن خراش کا بذاتِ خود ثقہ وصدوق ہونا ثابت نہیں ہے۔ عبدان اسے ضعف کی طرف منسوب کرتے تھے (الکامل لابن عدی ۴/۱۶۲۹ وسندہ صحیح) ابوزرعہ محمد بن یوسف الجرجانی رحمہ اللہ نے کہا: ''کان أخرج مثالب الشیخین وکان رافضیاً'' اس نے (سیدنا) ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کے خلاف روایتیں نکالیں اور وہ رافضی تھا (سؤالات حمزۃ السہمی للحاکم: ۳۴۱ وسندہ صحیح)

محدث ابن ناصر الدین (متوفی ۸۴۲ھ) نے (اپنی کتاب) بدیعۃ البیان (عن موت الأعیان) میں ابن خراش کے بارے میں کہا: '' لابن خراش الحالة الرذیلة ذا رافضي جرحه فضیلة''
یعنی ابن خراش کی رذیل (وذلیل) حالت ہے۔ یہ رافضی ہے اس کی جرح (مجروح کے لئے) باعث فضیلت ہے (شذرات الذہب ۲/۱۸۴)

خلاصۃ التحقیق: ہشام بن عروہ ثقہ وصحیح الحدیث ہے، اس پر اختلاط وغیرہ کی جرح مردود ہے۔ رہا مسئلہ تدلیس کا تو قولِ راجح میں وہ ''بريء من التدلیس'' تدلیس سے بری ہے (دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۱/۳۰ ص ۱۳۱)

فائدہ (۱): صحیحین کے اصول کے راویوں کا ثقہ وصدوق ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ صحیحین کے شواہد ومتابعات والے راوی بھی ضرور بالضرور ثقہ وصدوق ہی ہیں۔ (دلائل قطعیہ اور راجح دلائل سے ثابت ہے کہ صحیحین میں متابعات و

www.sirat-e-mustaqeem.com

شواہد میں ضعیف و مجروح راوی بھی موجود ہیں مثلاً عمر بن حمزہ (مسلم) ابوبکر بن عیاش (بخاری و مسلم) یزید بن ابی زیاد (مسلم) اور ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع (البخاری: ۳۲۹۹ متابعۃ) وغیرہ ضعیف راوی ہیں لیکن صحیحین میں ان کی روایات متابعات، شواہد اور امت کے تلقی بالقبول کی وجہ سے صحیح و حسن ہیں۔ **والحمد لله**

فائدہ (۲): بعض الناس کا صحیحین کی اصولی روایتوں پر جرح کرنا چنداں باعث تشویش نہیں ہوتا بلکہ اصل مراجع کی طرف رجوع کر کے بآسانی جمہور محدثین کا موقف معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس تمہید کے بعد بعض منکرین حدیث کے صحیحین پر طعن و جرح اور روایات صحیحین کا مدلل دفاع پیش خدمت ہے۔

ایک اہم بات:

اس دفاع میں راقم الحروف نے ثابت کر دیا ہے کہ صحیح بخاری کی جن روایتوں پر منکرینِ حدیث جرح کرتے ہیں یہ روایتیں امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے بھی محدثین کرام نے بیان کی ہیں، آپ کے دور میں اور آپ کے بعد بھی ائمہ کرام نے انہیں اپنی کتابوں میں باسند نقل کیا ہے۔ ان روایتوں کے صحیح ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے لہٰذا صحیح بخاری (و صحیح مسلم) پر حملہ تمام محدثین کرام، فقہاء عظام، اہلِ علم اور ائمہ دین پر حملہ ہے۔

وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب / حافظ زبیر علی زئی ۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حافظ زبیر علی زئی

صحیح بخاری کی چند احادیث

(اور منکرینِ حدیث)

’’ ستمبر ۱۹۸۷ میں لکھا گیا　　　　شجاع اللہ سے خطاب

(منکر حدیث کا نام اور اڈریس) وزیر احمد عبداللہ و تنظیم المسلمین، ۸۷ نیو سعید پارک شاہدرہ لاہور

صحیح بخاری کو ’’اصح الکتاب بعد کتاب اللہ‘‘ وحی ماننے والے غور کریں۔

(۱) پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگ گیا (جلد دوم۔ صفحہ ۲۹۲۔ روایت نمبر ۶۲۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام بڑے باحیا اور ستر پوش آدمی تھے ان کے حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا ذرا سا حصہ بھی ظاہر نہ ہوتا تھا بنی اسرائیل نے ان کو اذیت دی اور کہا یہ جو اپنے جسم کی اتنی پردہ پوشی کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ ان کا جسم عیب دار ہے یا تو انہیں برص ہے یا فتق ہے یا کوئی اور بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان تمام بہتانوں سے پاک کرنا چاہا سو ایک دن موسیٰؑ نے تنہائی میں جا کر کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے پھر غسل کیا جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑے پہننے چلے مگر وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا موسیٰؑ اپنا عصا لے کر پتھر کے پیچھے چلے اور کہنے لگے اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر میرے کپڑے دے۔

حتی کہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گیا انہوں نے برہنہ حالت میں موسیٰؑ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے اچھا اور ان ان تمام عیوب سے جو وہ آپ کی طرف منسوب کرتے تھے انہوں نے بری پایا۔ وہ پتھر ٹھہر گیا اور موسیٰؑ نے اپنے کپڑے لے کر پہن لئے پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا لے کر پتھر کو مارنا شروع کیا پس بخدا موسیٰؑ کے مارنے کی وجہ سے اس پتھر پر تین یا چار نشانات ہو گئے اس آیت کریمہ کا یہی مطلب ہے کہ۔ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰؑ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے (جو وہ موسیٰؑ کے بارے کہتے تھے) بری کر دیا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعزت تھے۔ (روایت ختم)

تبصرہ: (۱) آیت ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ .... ﴾ (احزاب: ۶۹) کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی سکھلائی جبکہ قرآن میں اور تورات میں بنی اسرائیل کی بیسیوں ایذاؤں کا ذکر تھا ایسی حیا سوز ایذا کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب

(۲) اگر یہ حدیث وحی ہے اور آپؐ کو بذریعہ وحی اس وقوعے کی اطلاع دی گئی تو تین یا چار نشان کہنے کا کیا مطلب۔ کیا اللہ تعالیٰ کو بھی نعوذ باللہ علم نہیں تھا کہ نشان تین ہیں یا چار۔‘‘

(۱) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں تین مقامات پر ہے (ح ۲۷۸، ۳۴۰۴، ۴۷۹۹)

امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مسلم النیسابوری (صحیح مسلم ح ۳۳۹ وترقیم دارالسلام: ۷۷۰ وبعد ح ۲۳۷۱ ترقیم دارالسلام: ۶۱۴۶، ۶۱۴۷) ترمذی (السنن: ۳۲۲۱ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' اِلخ) النسائی فی التفسیر (۴۴۴، ۴۴۵) الطحاوی فی مشکل الآثار (۱/۱۱) والطبری فی تفسیرہ (تفسیر ابن جریر ۲۲/۳۷)

یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند ابی عوانہ (۱/۲۸۱) صحیح ابن حبان (الاحسان ۱۴/۹۴ ح ۶۱۷۸، دوسرا نسخہ: ۶۲۱۱) الاوسط لابن المنذر (۲/۱۲۰ ح ۶۴۹) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱/۱۹۸) معالم التنزیل للبغوی (۳/۵۴۵)

یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے بھی بیان کی ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۲/۳۱۵، ۳۹۲، ۵۱۴، ۵۳۵) عبدالرزاق (المصنف: ۲۰۵۳۱) ہمام بن منبہ (الصحیفۃ: ۶۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت درج ذیل جلیل القدر تابعین کی سند سے مروی ہے۔

1. ہمام بن منبہ [الصحیفۃ: ۶۱ وصحیح البخاری: ۲۷۸ وصحیح مسلم: ۳۳۹]
2. محمد بن سیرین [صحیح البخاری: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹]
3. خلاس بن عمرو [صحیح البخاری: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹]
4. الحسن البصری [صحیح البخاری ۳۴۰۴، ۴۷۹۹]
5. عبداللہ بن شقیق [صحیح مسلم: ۳۳۹ بعد ح ۲۳۷۱ ترقیم دارالسلام: ۶۱۴۷]

اس روایت کی دوسری سندیں، آثار صحابہ اور آثار تابعین بھی مروی ہیں۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱۱/۵۳۳، ۵۳۵) وتفسیر الطبری (۲۲/۳۶، ۳۷) وکشف الأستار (مسند البزار ۲۲۵۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کی یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''أنه لیس فی الحدیث أنهم رأوا من موسى الذکر – الذي هو عورة – وإن رأوا منه هیئة تبینوا بها أنه مبرأ مما قالوا من الادرة وهذا یتبین لکل ناظر بلا شك ، بغیر أن یری شیئاً من الذکر لکن بأن یری مابین الفخذین خالیاً''

حدیث میں یہ نہیں ہے کہ انہوں (بنی اسرائیل) نے موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر یعنی شرمگاہ دیکھی تھی۔ انہوں نے ایسی حالت دیکھی جس سے واضح ہو گیا کہ وہ (موسیٰ علیہ السلام) ان لوگوں کے الزامات کہ وہ آدر ہیں (یعنی ان کے خصیے بہت موٹے ہیں) سے بری ہیں۔ ہر دیکھنے والے کو (ایسی حالت میں) بغیر کسی شک کے ذکر دیکھے بغیر ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ رانوں کے درمیان جگہ خالی ہے (المحلیٰ ۳/۲۱۳ مسئلہ: ۳۴۹)

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جو جسمانی نقص والے الزامات لگاتے تھے، ان تمام الزامات سے آپ بری تھے۔ دوسرے یہ کہ اس روایت میں یہ بھی نہیں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بالکل ننگے نہا رہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

تھے۔امام ابن حزم کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے لنگوٹے وغیرہ سے اپنی شرمگاہ کو چھپا رکھا تھا اور باقی جسم ننگا تھا۔ بنی اسرائیل نے آپ کی شرمگاہ کو دیکھا ہی نہیں لہذا منکرین حدیث کا اس حدیث کا مذاق اڑانا مردود ہے۔ بعض الناس نے کہا کہ ''تو تین یا چار نشان کہنے کا کیا مطلب''؟

عرض ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۚ﴾ اور بھیجا اس کو لاکھ آدمیوں پر یا زیادہ (الصّٰفّٰت: ۱۴۷ ترجمہ شاہ عبدالقادر ص ۵۴۳)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ شاہ ولی اللہ الدہلوی کی تحریر سے پڑھ لیں: ''وفرستادیم او را سوئے صد ہزار یا بیشتر از ان باشند'' (ص ۵۴۳)

منکرین حدیث اس آیت کریمہ میں لفظ ''او'' کی جو تشریح کریں گے وہی تشریح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول ''ستة أو سبعة'' میں ''او'' کی ہے۔ والحمدللہ

منکر حدیث: ''موسیٰؑ کا ملک الموت کی پٹائی کر دینا (جلد دوم صفحہ ۲۹۲ روایت نمبر ۱۶۳۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ملک الموت کو موسیٰؑ کے پاس بھیجا گیا جب وہ موسیٰؑ کے پاس آئے تو موسیٰؑ نے ان کو مکا مارا تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے اور کہنے لگے تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم واپس جا کر اس سے کہو کہ تم کسی بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھو پس جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر ملے گی۔ موسیٰؑ نے کہا: اے اللہ پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آئے گی تو موسیٰؑ نے کہا: ابھی آجائے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی کہ انہیں ارض مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک قریب کر دے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر راستہ کے کنارے سے ٹیلہ کے نیچے دیکھا دیتا۔ روایت ختم۔

تبصرہ: موسیٰؑ کا اللہ تعالیٰ کے حکم بردار فرشتہ کے ساتھ یہ سلوک اور اس آمد و رفت اور گفتگو میں موسیٰؑ کی موت میں کتنی ساعتیں تاخیر ہوئی جب کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ﴾ اللہ تعالیٰ ہرگز تاخیر نہیں کرتا جب کسی کی اجل آجائے۔ (المنافقون: ۱۱)''

(۲) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں دو مقامات پر ہے (۱۳۳۹، ۳۴۰۷)

امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

مسلم النیسابوری (صحیح مسلم: ۲۳۷۲/۲ و ترقیم دارالسلام: ۶۱۴۸، ۶۱۴۹) النسائی (سنن النسائی ۱۱۸/۴، ۱۱۹ ح ۲۰۹۱) ابن حبان (صحیح ابن حبان، الاحسان ۳۸/۸ ح ۶۲۲۳، پرانا نسخہ: ح ۶۱۹۰) ابن ابی عاصم (السنۃ: ۵۹۹) البیہقی فی الأسماء والصفات (ص ۴۹۲) البغوی فی شرح السنۃ (۲۶۵/۵، ۲۶۶ ح ۱۴۵۱ و قال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ)

الطبری فی التاریخ (۴۳۴/۱ دوسرا نسخہ ۵۰۵/۱) الحاکم فی المستدرک (۵۷۸/۲ ح ۴۱۰۷ و قال: ''ھذا حدیث صحیح علی

www.sirat-e-mustaqeem.com

شرط مسلم ولم یخرجاہ'') وابوعوانہ فی مسندہ (اتحاف المھرۃ ۱۵/۱۰۴)

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے:

احمد بن حنبل (المسند ۲/۲۶۹، ۳۱۵، ۵۳۳) عبدالرزاق فی المصنف (۱۱/۲۷۴، ۲۷۵ ح ۲۰۵۳۰، ۲۰۵۳۱) ہمام بن منبہ (الصحیفۃ: ۶۰)

اس حدیث کو سیدنا الامام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل تابعین نے بیان کیا ہے:

❶ ہمام بن منبہ (البخاری: ۳۴۰۷ مختصراً، مسلم: ۲۳۷۲/۲ وترقیم دارالسلام: ۶۱۴۹)

❷ طاوس (البخاری: ۱۳۳۹، ۳۴۰۷ ومسلم: ۲۳۷۲/۲ وترقیم دارالسلام: ۶۱۴۸)

❸ عمار بن ابی عمار (احمد ۲/۵۳۳ ح ۱۰۹۱۷ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علی شرط مسلم ۲/۵۷۸)

اس روایت کی دوسری سند کے لئے دیکھئے مسند احمد (۲/۳۵۱)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے، اسے بخاری، مسلم، ابن حبان، حاکم اور بغوی نے صحیح قرار دیا ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت ایسی انسانی شکل میں آئے تھے جسے موسیٰ علیہ السلام نہیں پہچانتے تھے۔

حافظ ابن حبان فرماتے ہیں کہ:

'' **وکان موسیٰ غیوراً، فرأی في دارہ رجلاً لم یعرفه، فشال یدہ فلطمه ، فأتت لطمته علی فق ء عینه التي في الصورۃ التي ینصور بھا، لا الصورۃ التي خلقه اللہ علیھا** '' اور موسیٰ (علیہ السلام) غیور تھے۔ پس انہوں نے اپنے گھر میں ایسا آدمی دیکھا جسے وہ پہچان نہ سکے تو ہاتھ بڑھا کر مکا مار دیا۔ یہ مکا اس (فرشتے) کی (انسانی صورت والی) اس آنکھ پر لگا جو اس نے اختیار کی تھی۔ جس (اصلی) صورت پر اللہ نے اسے پیدا کیا، اس پر یہ مکا نہیں لگا۔ الخ (الاحسان، نسخہ محققہ ۱۴/۱۱۵)

امام بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر تفصیلی بحث کی ہے جس سے حافظ ابن حبان کی تائید ہوتی ہے۔ (دیکھئے شرح السنۃ ۵/۲۶۶۔۲۶۸) اور فرمایا کہ:

''یہ مفہوم ابوسلیمان الخطابی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے تا کہ ان بدعتی اور ملحد لوگوں پر رد ہو جو اس حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث پر طعن کرتے ہیں، اللہ ان (گمراہوں) کو ہلاک کرے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے'' (شرح السنۃ ۵/۲۶۸)

مختصر یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتا نہیں تھا کہ یہ فرشتہ ہے اور ان کی روح قبض کرنے کے لئے آیا ہے لہٰذا انہوں نے اسے غیر آدمی سمجھ کر مارا۔ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے اور روح قبض کرنا چاہتا ہے تو لبیک کہا اور سر تسلیم خم کیا۔

پس یہ حدیث ''اللہ تعالیٰ ہرگز تاخیر نہیں کرتا جب کسی کی اجل آجائے'' (المنٰفقون: ۱۱) کے خلاف نہیں ہے والحمدللہ۔

منکر حدیث: ''(۳) سلیمانؑ کا دعویٰ غیب اور انشاء اللہ سے لاپرواہی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (جلد دوم صفحہ ۳۰۲ روایت نمبر ۶۴۷)

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن سلیمانؑ نے قسم کھائی کہ میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا ہر عورت کو ایک شہسوار اور مجاہد فی سبیل اللہ کا حمل ٹھہر جائے گا۔ان کے ایک صحابی نے کہا انشاءاللہ کہیئے مگر سلیمانؑ نے نہ کہا سو کوئی عورت حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک کے مگر اس کے بھی بچہ ایسا پیدا ہوا جس کی ایک جانب گری ہوئی تھی۔اگر وہ انشاءاللہ کہہ دیتے تو سب بچے پیدا ہو کر فی سبیل اللہ جہاد کرتے شعیب،ابوالزناد نے ۹۰ عورتوں کی روایت کی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

تبصرہ: سلیمان علیہ السلام کا اپنے صحابی کے سامنے ۷۰ یا ۹۰ عورتوں کے پاس جانے کا کہنا جب کہ آج کا ایک عام مسلمان اپنی خواہش کی تکمیل کا ارادہ کسی پر ظاہر نہیں کرتا چہ جائیکہ ایک الولعزم رسول سے یہ بات باعث تعجب ہے۔

صحابی کے توجہ دلانے پر بھی انشاءاللہ نہ کہنا اور علم غیب کا ایسا دعویٰ کہ ۷۰ ہی مجاہد فی سبیل اللہ ہوں گے اور اس ساری داستان کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی محمد ﷺ اور آپ کی امت کو کرادی۔

(۳) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں چھ مقامات پر ہے (۲۸۱۹،۳۴۲۴،۵۲۴۲،۶۶۳۹،۶۷۲۰،۷۴۶۹)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت مختلف سندوں کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

صحیح مسلم (۱۶۵۴) صحیح ابن حبان (۴۳۲۲،۴۳۲۳ دوسرا نسخہ: ۴۳۳۷،۴۳۳۸) سنن النسائی (۷/۲۵ ح ۳۸۶۲) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۰/۴۴) مشکل الآثار للطحاوی (۲/۳۷۷ ح ۱۹۲۵) شرح السنۃ للبغوی (۱/۱۴۷ ح ۹۷ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی (۲/۲۷۹،۲۸۰ وقال: وھو صحیح ثابت متفق علی صحتہ")

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے:

احمد بن حنبل (المسند ۲/۲۲۹،۲۷۵،۵۰۶) حمیدی (المسند: ۱۱۷۴،۱۱۷۵)

عبدالرزاق فی التفسیر (۱/۳۳۷ ح ۱۶۶۸،۱۶۶۹)

اس حدیث کو درج ذیل تابعین کرام نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

① عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (صحیح البخاری: ۲۸۱۹،۳۴۲۴،۶۶۳۹ و صحیح مسلم: ۱۶۵۴ و ترقیم دارالسلام: ۴۲۸۹)

② طاؤس (صحیح بخاری: ۵۲۴۲،۶۷۲۰ و صحیح مسلم: ۱۶۵۴ و دارالسلام: ۴۲۸۶)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی سابقہ روایات کی طرح بالکل صحیح ہے اور اسے بھی امام بخاری سے پہلے،ان کے زمانے میں اور بعد والے محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

جو لوگ صحیح بخاری کی متفق علیہا احادیث پر طعن کرتے ہیں وہ درحقیقت تمام محدثین پر طعن کرتے ہیں کیونکہ یہی احادیث دوسرے محدثین کے نزدیک بھی صحیح ہوتی ہیں۔

تنبیہ ①: سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دعویٰ غیب نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کا اجتہاد و اندازہ تھا۔

تنبیہ ②: ان روایات میں سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد ستر،نوے اور سو مذکور ہے۔اس میں تطبیق یہ ہے کہ ستر آزاد بیویاں تھیں اور باقی لونڈیاں تھیں،دیکھئے فتح الباری لابن حجر (۶/۴۶۰ تحت ح ۳۴۲۴)

www.sirat-e-mustaqeem.com

تنبیہ ③: سابقہ شریعتوں میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت تھی جب کہ شریعتِ محمدیہ میں امت محمدیہ کے ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ صرف چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ ④: سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ''میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا'' اِلخ

یہ معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے یہ بات کس کے سامنے فرمائی تھی؟ کسی حدیث میں یہ بالکل نہیں آیا کہ انہوں نے منبر پر لوگوں کے سامنے یہ اعلان کیا تھا لہٰذا ممکن ہے کہ انہوں نے یہ بات اپنی بیویوں کے سامنے کہی ہو جسے اللہ نے بذریعہ وحی اپنے حبیب محمد ﷺ کو بتا دیا۔ اور یہی راجح ہے لہٰذا اس پر ''تعجب'' کرنا بذاتِ خود باعث تعجب ہے۔

☆☆☆

منکر حدیث: ''(۴) لوط علیہ السلام پر شرک کا الزام

(جلد دوم۔ صفحات ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۸۱۔ روایات ۵۹۷، ۶۰۰، ۶۱۳۔ سب کا ایک مضمون ہے)

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ لوطؑ کی مغفرت فرمائے وہ ایک مضبوط رکن کی پناہ چاہتے تھے۔ (روایت ختم)

تبصرہ: مضبوط رکن

رکن کی پنا جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے (ھود ۱۱/۸۰) وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے پناہ لینے کے زمرے میں نہیں آتی۔ لوطؑ نے اصطلاحاً کلمۂ تأسف کے طور پر مشرکین سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے فرمایا جبکہ کوئی بھی مواحد ان کا مددگار ساتھی نہ تھا سوائے قلیل کمزوروں کے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے ایک اہلِ حدیث مولوی کی زبانی لوطؑ کا شرک سنایا تھا اس اہلحدیث مولوی نے یہ بات بخاری ہی میں پڑھی ہوگی اس نے اس لئے کہا ہو گا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ ان کے لئے مغفرت کی دعا فرما رہے ہیں۔ جبکہ شرکیہ جرائم کی مغفرت کی دعا کرنے کی تو اسلام اجازت ہی نہیں دیتا۔''

(۴) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری مین چھ مقامات پر ہے (۳۳۷۲، ۳۳۷۵، ۳۳۸۷، ۴۵۳۷، ۴۶۹۴، ۶۹۹۲)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم (۱۵۱ و بعد ح: ۲۳۷۰) سنن الترمذی (۳۱۱۶ وقال: ھذا حدیث حسن)

صحیح ابن حبان (۶۱۷۴ دوسرا نسخہ: ۶۲۰۷) سنن ابن ماجہ (۴۰۲۶) مشکل الآثار للطحاوی (۱/۱۳۴-۱۳۶) صحیح ابن عوانہ (۱/۷۹، ۸۰) المستخرج لابی نعیم (۱/۲۱۵ ح ۳۸۰) تفسیر طبری (۱۲/۸۸، ۱۳۹) المستدرک للحاکم (۲/۵۶۱ ح ۴۰۵۴) وقال: صحیح علی شرط مسلم، ووافقہ الذہبی) النسائی فی الکبری (۱۱۲۵۴) الإیمان لابن مندۃ (۱/۴۸۷ ح ۳۷۱، ۱/۴۸۵ ح ۳۶۸، ۳۶۹) الادب المفرد للبخاری (۶۰۵، ۸۹۶) تفسیر بغوی (۲/۳۹۵، ۳۹۶) وشرح السنۃ لہ (۱/۱۱۴، ۱۱۵ ح ۶۳ وقال البغوی: ھذا حدیث متفق علی صحتہ) تاریخ بغداد (۷/۱۸۲ ت ۳۶۳۱)

اسے امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

احمد بن حنبل (۳۲۲/۲، ۳۲۶، ۳۳۲، ۳۴۶، ۳۵۰ (ح ۸۵۹۰) ۳۸۴، ۳۸۹، ۴۱۶، ۵۳۳) وسنن سعید بن منصور (ح ۱۰۹۷ طبعہ جدیدہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے بیان کرنے والے درج ذیل ثقہ وجلیل القدر تابعین ہیں۔

❶ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف (صحیح بخاری: ۳۳۷۲ وصحیح مسلم: ۳۸۲/۱۵۱ وبعد ح: ۲۳۷۰)

❷ سعید بن المسیب (صحیح بخاری: ۳۳۷۲ وصحیح مسلم: ۱۵۱)

❸ ابوعبید (صحیح بخاری: ۳۳۸۷ وصحیح مسلم: ۱۵۱)

❹ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (صحیح بخاری: ۳۳۷۵، صحیح مسلم: ۱۵۱ بعد ح: ۲۳۷۰)

اس روایت کے شواہد و تائیدی روایات کے لئے دیکھئے تاریخ طبری (۳۰۳/۱ وسندہ حسن) ومصنف ابن ابی شیبہ (۵۲۳/۱۱۔ ۵۲۵ ح ۳۱۸۲۶) والاوسط للطبرانی (۳۷۵/۹ ح ۸۸۰۸) والمستدرک للحاکم (۵۶۲/۲ ح ۴۰۵۹)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے یہ حدیث دنیا میں صحیح سند سے موجود تھی والحمدللہ۔

اس کی تائید قرآن کریم میں ہے کہ لوط (علیہ السلام) نے فرمایا:

﴿لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾ ''کاش میرے پاس تم سے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں کسی طاقت ور سہارے کی پناہ لے سکتا'' (سورۃ ھود: ۸۰، تدبر القرآن ۱۳۳/۴، ۱۳۴)

تنبیہ بلیغ: تدبر القرآن کا مصنف امین احسن اصلاحی منکرین حدیث میں سے تھا لہٰذا اس کا ترجمہ ان منکرین حدیث پر حجت قاطعہ ہے۔

پرویز نے رکن کا ترجمہ ''سہارا'' کیا ہے (دیکھئے لغات القرآن ۷۸۰/۲)

مشہور تابعی اور مفسر قرآن امام قتادہ رحمہ اللہ نے ''رکن شدید'' کی تشریح ''العشیرۃ'' خاندان، سے کی (تفسیر طبری ۵۲/۲۱، ۵۳ وسندہ صحیح)

مضبوط قبیلے والوں کی حمایت و مدد مانگنا شرک نہیں ہے بلکہ یہ استمداد ماتحت الاسباب ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ﴿مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ﴾ کون میرا مددگار ہے اللہ کی طرف؟ (سورۃ الصف: ۱۴)

ماتحت الاسباب مدد مانگنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا شرک نہیں ہوتا۔ شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ میں کسی کو شریک کیا جائے یا اموات سے مافوق الاسباب مدد مانگی جائے لہٰذا منکرین حدیث کی طرف سے سیدنا لوط علیہ السلام پر شرک کا الزام باطل و مردود ہے۔ والحمدللہ

منکر حدیث: ''(۵) رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر۔؟

(جلد دوم۔ صفحہ نمبر ۲۳۵ روایت نمبر ۵۰۰)

www.sirat-e-mustaqeem.com

لیث نے کہا مجھے ہشام نے ایک خط لکھا جس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے والد انہوں نے عائشہؓ سے سنا اور میں نے خوب یاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کو نہ کئے کام کے متعلق خیال ہوتا کہ کر چکے ہیں۔ (یہ روایت کا ایک متعلقہ حصہ درج کیا گیا ہے)

تبصرہ: کیا رسول اللہ ﷺ جادو کی مدت کے دوران وحی الٰہی پہنچاتے تھے یا نہیں۔؟ اور پہنچاتے وقت آپ کی کیفیت کیا ہوگی کہ آپ نے وحی نہ لکھوائی اور خیال کرتے ہوں گے کہ لکھوا چکا ہوں۔ شاید اسی طرح قرآن کا کچھ حصہ لکھوانے سے رہ گیا ہو جیسے کہ شیعہ کا خیال ہے اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی ایسی بعض روایات تحریر ہیں۔"

(۵) الجواب:

نبی کریم ﷺ پر دنیاوی اُمور میں، مرض کی طرح عارضی طور پر جادو کے اثر والی روایت صحیح بخاری میں سات مقامات پر ہے (۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ اسے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

مسلم بن الحجاج النیسابوری (صحیح مسلم: ۲۱۸۹ وترقیم دارالسلام: ۵۷۰۳، ۵۷۰۴) ابن ماجہ (السنن: ۳۵۴۵) النسائی (الکبریٰ: ۷۶۱۵ دوسرا نسخہ: ۷۵۶۹) ابن حبان (فی صحیحہ: الاحسان ح ۶۵۴۹، ۶۵۵۰ دوسرا نسخہ: ۶۵۸۳، ۶۵۸۴) ابو عوانہ (فی الطب/اتحاف المھرۃ ۳۱۹/۱۷ ح ۲۲۳۱۶) الطحاوی (مشکل الآثار/تحفۃ الاخیار ۶/۶۰۹ ح ۴۷۸۸) الطبرانی (الاوسط: ۵۹۲۲) البیہقی (السنن الکبری ۱۳۵/۸، دلائل النبوۃ ۶/۲۴۷) ابن سعد (الطبقات ۱۹۶/۲) ابن جریر الطبری (فی تفسیرہ ۳۶۶/۱، ۳۶۷)

البغوی (شرح السنۃ ۱۸۵/۱۲، ۱۸۶ ح ۳۲۶۰ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ)

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے اسے درج ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۵۰/۶، ۵۷، ۶۳، ۹۶) الحمیدی (۲۶۰ بتحقیقی) ابن ابی شیبہ (المصنف ۳۸۸/۷، ۳۸۹ ح ۲۳۵۰۹) اسحاق بن راہویہ (المسند قلمی ص ۸۶ ا، ح ۷۳۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت مشہور ثقہ امام و تابعی عروہ بن زبیر نے بیان کی ہے۔ عروہ سے ان کے صاحبزادے ہشام بن عروہ (ثقہ امام) نے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ ①: ہشام بن عروہ نے سماع کی تصریح کردی ہے (صحیح بخاری: ۳۱۷۵)

فائدہ ②: ہشام سے یہ روایت انس بن عیاض المدنی (صحیح بخاری: ۲۶۹۱) اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد المدنی (صحیح بخاری: ۵۷۶۳، تفسیر طبری ۳۶۶/۱، ۳۶۷ وسندہ حسن) وغیرہما نے یہ روایت بیان کی ہے۔ والحمدللہ

اس روایت کی تائید کے لئے دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۱۹۷۶۴) وصحیح بخاری (قبل ح ۳۱۷۵) وطبقات ابن سعد (۱۹۹/۲ عن الزہری وسندہ صحیح) والسنن الصغریٰ للنسائی (۱۱۲/۷ ح ۴۰۸۵) ومسند احمد (۳۶۷/۴) ومسند عبد بن حمید (۲۷۱) ومصنف ابن ابی شیبہ (۳۸۸/۷ ح ۲۳۵۰۸) وکتاب المعرفۃ والتاریخ للإمام یعقوب بن سفیان الفارسی

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۲۸۹/۳، ۲۹۰) والمستدرک (۳۶۰/۴، ۳۶۱) ومجمع الزوائد (۲۸۹/۶، ۲۹۰)

معلوم ہوا کہ منکرین حدیث کا اس حدیث پر حملہ دراصل تمام محدثین پر حملہ ہے۔

تنبیہ ①: قرآن مجید سے ثابت ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان رسیوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تھے جنہیں جادو گروں نے پھینکا تھا۔ جادوگروں نے ایسا جادو چلایا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام یہ سمجھے کہ یہ (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾ ان کے جادو (کے زور) سے موسیٰ کو یوں خیال ہوتا تھا کہ وہ دوڑ رہی ہیں (آسان لفظی ترجمہ ص ۵۰۳، طٰہٰ: ۶۶)

معلوم ہوا کہ جادو کا عارضی اثر خیال پر ہوسکتا ہے لہٰذا آپ ﷺ کا یہ خیال کرنا میں نے یہ (دنیا کا) کام کر لیا ہے، قطعاً قرآن کے خلاف نہیں ہے۔

منکرین حدیث کو چاہئے کہ وہ ایسی قرآنی آیت پیش کریں جس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ دنیاوی امور میں نبی کے خیال پر جادو کا اثر نہیں ہوسکتا۔ جب ایسی کوئی آیت ان کے پاس نہیں اور سورت طٰہٰ کی آیت مذکورہ ان لوگوں کی تردید کر رہی ہے تو ان لوگوں کو چاہئے کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم اور امت مسلمہ کی متفق علیہا صحیح احادیث پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔

تنبیہ ②: روایت مذکورہ میں جادو کی مدت کے دوران دینی امور اور وحی الٰہی کے سلسلے میں جادو کا کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ قرآن کا کچھ حصہ لکھوانے سے رہ گیا ہے۔ بلکہ اس جادو کا اثر صرف دنیا کے معاملات پر ہوا مثلاً آپ اپنی فلاں زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے یا نہیں، لہٰذا دین اسلام قرآن وحدیث کی صورت میں من وعن محفوظ ہے والحمدللہ

منکر حدیث: ''(۶) کیا بندروں کی بھی شریعت ہوتی ہے؟

(جلد دوم۔ صفحہ نمبر ۴۴۷۔ روایت نمبر ۱۰۲۹)

عمر بن میمون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک بندر کو جس نے زنا کیا تھا دیکھا کہ بہت سے بندر اس کے پاس جمع ہو گئے اور ان سب نے اسے سنگسار کر دیا میں نے بھی ان سب کے ساتھ اسے سنگسار کر دیا۔ (روایت ختم)

تبصرہ: ۱۔ کیا یہ روایت وحی ہے شاید زانی کو سنگسار کرنے کی دلیل یہی روایت ہو البتہ سنا جاتا ہے کہ سنگسار کی آیت پہلے موجود تھی اب قرآن میں موجود نہیں ہے البتہ اس کا حکم باقی ہے۔

۲۔ کیا بندروں کی بھی شریعت ہوتی ہے؟ کیا ان کے بھی نکاح ہوتے ہیں اگر ان میں نکاح ہوتے ہیں تو زنا بھی ہوسکتا ہے اگر نکاح نہیں تو زنا کیسا؟

اور راوی کو یہ باتیں کس علم سے معلوم ہوئیں کیا وہ بندروں کی زبان جانتے تھے۔

راوی کا یہ بیان ہے کہ اس نے بھی بندروں کے ساتھ مل کر زانی بندر کو سنگسار کیا۔ جناب یہ راوی نے بہت بڑا جرم اور بندر بے چارے پر زیادتی کی ہے۔ احکام باری تعالیٰ کسی بھی جاندار پر ناحق ظلم سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں اب راوی نے جو بندر کو سنگسار کیا تو کیا اس نے کوئی جرم کیا تھا یا تو دنیا کی کسی بھی شریعت میں بندروں کے باہمی ملاپ کو جرم زنا ثابت کریں وگرنہ میں پھر کہوں گا کہ راوی نے یہ زیادتی کی ہے اس روایت کو بھی سنگسار کیا جائے۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

(٦)الجواب:

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''**حدثنا نعیم بن حماد: حدثنا هشیم عن حصین عن عمرو بن میمون قال: رأیت فی الجاهلیة قردةً اجتمع علیها قردة قدزنت، فرجموها فرجمتها معهم** ''ہمیں نعیم بن حماد نے حدیث بیان کی (کہا): ہمیں ہشیم نے حدیث بیان کی، وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون (تابعی) سے بیان کرتے ہیں کہ: میں نے جاہلیت (کے زمانے) میں ایک بندریا دیکھی جس نے زنا کیا تھا، اس پر بندر اکٹھے ہوئے، پس انہوں نے اسے رجم کیا اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اسے رجم کیا (صحیح البخاری: ۳۸۴۹)

اس روایت کی سند کے سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں۔ نعیم بن حماد کو جمہور محدثین نے ثقہ وصدوق کہا۔ ہشیم کی حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے کیونکہ وہ حصین سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے شرح علل الترمذی لابن رجب (۵۶۲/۲) ہشیم کی متابعت کے لئے دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۲۹۲/۴۹)

عمرو بن میمون مشہور تابعی اور''ثقہ عابد'' تھے (دیکھئے التقریب: ۵۱۲۲)

عمرو بن میمون سے یہ روایت عیسی بن حطان نے مفصل بیان کر رکھی ہے (تاریخ ابن عساکر ۲۹۲/۴۹، ۲۹۳)

صحیح بخاری و تاریخ دمشق کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔

التاریخ الکبیر للبخاری (۳۶۷/۶) مستخرج الاسماعیلی اور مستخرج ابی نعیم الاصبہانی (دیکھئے فتح الباری ۱۶۰/۷، ۱۶۱)

التاریخ الکبیر للإمام ابن ابی خیثمۃ (ص ۵۶۹)

تابعی کی یہ روایت نہ قولِ رسول ہے اور نہ قول صحابی ہے بلکہ صرف تابعی کا قول ہے۔ اب اس قول میں بندروں سے کیا مراد ہے۔ ابن عبدالبر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندر جن تھے۔ دیکھئے فتح الباری (۱۶۰/۷)

جنوں کا وجود قرآن مجید سے ثابت ہے دیکھئے سورۃ الاحقاف (آیت: ۲۹) وغیرہ، کیا منکرین حدیث اور منکرین سزائے رجم کو اس بات پر اعتراض ہے کہ جنوں نے زنا کرنے والی جنیہ کو کیوں رجم کر دیا تھا؟

کیا جن مکلّف مخلوق نہیں ہیں؟

تنبیہ ①: شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا صحیح و متواتر احادیث سے ثابت ہے مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۶۸۱۴) و صحیح مسلم (۱۷۰۲) اور نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص ۱۷۴ حدیث: ۱۸۲) والحمدللہ

تنبیہ ②: جنوں کا جانوروں کی شکل اختیار کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (ح ۲۲۳۶ و ترقیم دارالسلام: ۵۸۳۹) و موطا امام مالک (۲/۹۷۶، ۹۷۷ ح ۱۸۹۴)

تنبیہ ③: بندر کی شکل اختیار کئے ہوئے زانی جن کی حمایت میں یہ کہنا کہ''بندر بے چارے پر زیادتی کی ہے'' کو زنا کرنے والے جنوں (اور زانی انسانوں) کی حمایت کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔ منکرین حدیث کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ان کے نزدیک جنوں کے لئے زنا کرنا معاف ہے!!

www.sirat-e-mustaqeem.com

منکر حدیث: ''(۷)فاتوا حر ثکم اَنّٰی شئتم کی تفسیر

(جلد دوم۔صفحہ نمبر ۷۳۱روایت نمبر ۱۶۴۱)

دوسری سند عبدالصمد۔عبدالوارث۔ایوب۔نافع سے وہ ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فاتوا حرثکم انّٰی شئتم سے مطلب یہ ہے کہ مرد عورت سے جماع کرے بعض لوگ اغلام کرتے تھے چنانچہ اس آیت سے اس فعل سے روکا گیا ہے۔لمبی حدیث ہے یحیٰی قطان۔عبداللہ۔نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

تبصرہ: اغلام کرنے والے کون تھے صحابہ یا کوئی اور۔مدنی دور تک یہ فعل چلتا رہا..........۔انی شئتم سے مراد جس وقت جب دل چاہے بھی ہو سکتا ہے نہ کہ جس طرف سے یا جہاں سے''

(۷)الجواب:

صحیح بخاری اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

'' حدثني إسحاق :أخبرنا النضر بن شميل :أخبر نا ابن عون عن نافع قال :كان ابن عمر رضي الله عنهما إذا قرأالقرآن لم يتكلم حتى يفرغ منه، فأخذت عليه يوماً فقرأ سورة البقرة حتى انتهى إلى مكان قال :تدري فيما أنزلت؟ قلت :لا، قال :أنزلت في كذاو كذاثم مضى۔

وعن عبدالصمد :حدثني أبي :حدثني أيوب عن نافع عن ابن عمر ﴿فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾

قال :يأيتها في۔

رواه محمد بن يحيى بن سعيد عن أبيه عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر ۔''

ہمیں اسحاق (بن راہویہ) نے حدیث بیان کی :ہمیں نضر بن شمیل نے خبر دی :ہمیں (عبداللہ) ابن عون نے خبر دی وہ نافع سے بیان کرتے ہیں، کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآن پڑھتے تو (قرأت سے) فارغ ہونے تک کوئی کلام نہ کرتے۔ایک دن میں نے ان کے سامنے (قرآن مجید) لیا تو آپ نے سورۃ البقرہ پڑھی، جب آپ ایک مقام پر پہنچے، فرمایا: تجھے پتہ ہے یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: یہ اس اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، پھر آپ (تلاوت میں لگ) گئے۔

عبدالصمد (بن عبدالوارث) سے روایت ہے: مجھے میرے ابا (عبدالوارث) نے حدیث بیان کی: مجھے ایوب (سختیانی) نے حدیث بیان کی وہ نافع سے وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے ﴿فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ اپنی کھیتی کو آؤ جس طرح چاہو (البقرہ:۲۲۳) کی تشریح میں فرمایا: میں آئے۔

روایت کیا محمد بن یحیٰی بن سعید (القطان) نے اپنے والد سے انہوں نے عبیداللہ (بن عمر) سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے'' (صحیح بخاری:۴۵۲۶، ۴۵۲۷)

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں ''بعض لوگ اغلام کرتے تھے'' کے الفاظ سرے سے موجود نہیں ہیں لہذا منکر حدیث نے صحیح بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی سے بچہ پیدا ہونے والی جگہ میں جماع کرنا چاہئے دیکھئے صحیح بخاری مترجم (ترجمہ وتشریح محمد داود راز ۱۰۰/۶ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور) والسنن الکبری للنسائی (۸۹۷۸ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۸۹۲۹)

منکر حدیث: ''کیا چوہے قوم بنی اسرائیل کا گمشدہ گروہ ہیں۔

(جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴۶ روایت نمبر ۵۳۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا معلوم نہیں کیا ہوا۔ میرا خیال ہے کہ یہ چوہے (مسخ شدہ صورت میں) وہی گم ہوا گروہ ہے یہی وجہ ہے کہ جب ان کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو نہیں پیتے اور جب بکری وغیرہ کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتے ہیں پھر میں نے کعب سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ میں کہا ہاں انہوں نے کئی مرتبہ مجھ سے یہی کہا تو میں نے کہا اور کیا، میں تورات پڑھا ہوا ہوں۔

تبصرہ: مسخ شدہ اقوام کے تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہنے کی وحی آنے سے پہلے یہ حدیث ہے۔

مندرجہ بالا روایت آپؐ کا ذاتی خیال ہے یا وحی ہے خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں....پھر روایت کا متن دیکھیں کیا آپؐ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ دو ہزار سال بعد بھی بنی اسرائیل جن کی شکلیں مسخ کی گئی تھیں زندہ ہیں نبیؐ کے علم کا یہ تصور (معاذ اللہ)''

(۸) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری (۳۳۰۵) کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

صحیح مسلم (۲۹۹۷ وترقیم دار السلام: ۷۴۹۶، ۷۴۹۷) صحیح ابن حبان (الاحسان ۵۲/۸ ح ۶۲۲۵ دوسرا نسخہ: ۶۲۵۸) والرقاق لابی عوانہ (اتحاف المھرۃ ۵۵۵/۱۵ ح ۱۹۸۷۲) مسند ابی یعلیٰ (۴۲۰/۱۰ ح ۶۰۳۱) شرح السنۃ للبغوی (۲۰۰/۱۲ ح ۳۲۱۷ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ) مشکل الآثار للطحاوی (۳۳۹/۸ ح ۶۰۰۸)

اسے امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے (المسند ۲۳۴/۲، ۲۷۹، ۲۸۹، ۴۱۱، ۴۹۷، ۵۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مشہور تابعی محمد بن سیرین نے بیان کی ہے۔ اس کی دوسری سند ''عن أبی سلمه عن أبي هريرة'' کے لئے دیکھئے مشکل الآثار (طبعہ جدیدہ، تحفۃ الاخیار: ۶۰۰۹) اس روایت کے دوسرے شواہد کے لئے دیکھئے مسند احمد (۱۹۶/۴) ومصنف ابن ابی شیبہ (۲۶۶/۸) ومشکل الآثار (طبعہ جدیدہ ۳۷۷/۶ ح ۴۴۲۷) ومسند ابی یعلی (۹۳۱) وسنن ابن ماجہ (۳۲۳۸) وسنن ابی داود (۳۷۹۵) وسنن النسائی (۱۹۹/۷)

یہ حدیث دوسری صحیح حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''إن الله عزوجل لم يهلك قوماً أو يعذب قوماً فيجعل لهم نسلاً'' بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہلاک کرتا ہے تو پھران کی نسل باقی نہیں رکھتا (صحیح مسلم : ۲۶۶۳ وترقیم دارالسلام : ۶۷۷۲) تیز دیکھئے فتح الباری (۷/۱۶۰) ومشکل الآثار (۸/۳۳۹، ۳۴۱، ۶/۳۸۱) منسوخ روایت کو پیش کر کے صحیح احادیث کا مذاق اڑانا ان لوگوں کا ہی کام ہے جو قرآن کو "بلا رسول" سمجھنے کا دعوی رکھتے ہیں۔!

منکر حدیث: "(۹) گوشت کے سڑنے اور عورتوں کے خائن ہونے کی وجہ

(جلد دوم۔ صفحہ ۲۵۳۔ روایت نمبر ۵۵۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی نہ سڑتا اور اگر حوّا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔ (روایت ختم ہوئی)

تبصرہ: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی نہ سڑتا۔ جب کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ گوشت کے گلنے سڑنے کی وجہ قوم بنی اسرائیل نہیں بلکہ جراثیم ہیں۔ گوشت کا گلنا سڑنا تو ایک کائناتی نظام ہے اور وجودِ اقوام عالم اس کائناتی نظام میں تغیر کا باعث نہیں بنتا۔

اگر گوشت آجکل گل سڑ جاتا ہے تو بنی اسرائیل سے پہلے بھی یہ نظام کائنات ایسے ہی چلتا رہا ہوگا وگرنہ مشرکوں کو اپنے گئے گذرے بزرگوں کے بت بنا کر پوجنے کی کیوں ضرورت پیش آئی جب اجسام گلتے سڑتے نہیں تھے تو وہ ان کی مردہ لاشوں کو ہی نکال کر اپنے بت کدوں میں سجا لیتے ان کے بت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔

اور قرآن مجید میں تو صاف اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور دوبارہ اسے مٹی میں ہی لوٹا دیتا ہے اور پھر بروز قیامت اسے مٹی سے ہی نکال کھڑا کرے گا۔ اور جس طریقے سے انسان کی مردہ لاش گل سڑ کر مٹی ہوتی ہے اس سے بھی آپ واقف ہیں۔

تو اب فرمایئے کہ کیا نبی ﷺ کا یہ فرمان بذریعہ وحی تھا نعوذ باللہ کیا اللہ تعالیٰ خالق کائنات کو بھی گوشت کے سڑنے کی وجوہات معلوم نہ تھیں اور کیا سب عورتیں اسی وجہ سے خاوندوں کی خیانتیں کرتی ہیں جو وجہ مندرجہ بالا حدیث میں موجود ہے۔

کیا دونوں معاملات کی وجوہات اللہ تعالیٰ کی وحی فرمودہ ہے؟

﴿كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾ (مدثرؔ:۳۸)

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے رہن ہے۔ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ تو کسی بھی شخصیت کا وجود یا اس کے ہاتھوں کسی قسم کے جرم کا ارتکاب آنے والی نسل کے پاؤں کی زنجیر کیونکر بن سکتا ہے۔ کسی شخصیت کے وجود کو کائناتی برائیوں کی جڑ سمجھنا خلافِ قرآن ہے فکر قرآن تو برے اعمال کو منحوس قرار دیتا ہے کسی شخصیت کے وجود کو نہیں (یٰسٓ)"

(۹) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں دو مقامات پر ہے (۳۳۹۹ من طریق عبدالرزاق، ۳۳۳۰ من طریق عبداللہ بن المبارک، **كلا هما عن معمر عن همام عن أبي هريرة به**)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

صحیح مسلم (۶۳/۱۴۶۸ وترقیم دارالسلام : ۳۶۴۸) صحیح ابن حبان (الاحسان ۴۱۵۷، نسخۃ محققہ : ۴۱۶۹) شرح السنۃ للبغوی (۹/۱۶۴ ح ۲۳۳۵ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ) المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم الاصبہانی (۴/۱۴۳ ح ۳۴۵۰) امام بخاری سے پہلے اسے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہمام بن منبہ (الصحیفہ :۵۸) احمد بن حنبل (المسند ۳۱۵/۲ ح ۸۱۵۵)

ہمام بن منبہ بالا جماع ثقہ ہیں لہذا یہ روایت بلحاظ اصول حدیث بالکل صحیح ہے۔اس کے دوسرے شواہد کے لئے دیکھئے مسند اسحاق بن راہویہ (۱۱۷) ومسند احمد (۳۰۴/۲) وحلیۃ الاولیاء (۳۸۹/۸) ومستدرک الحاکم (۱۷۵/۴)

منکر حدیث نے اس حدیث کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''جب کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ گوشت سڑنے کی وجہ قوم بنی اسرائیل نہیں بلکہ جراثیم ہیں.....''

عرض ہے کہ کیا ان جراثیم کی وجہ سے خود بخود گوشت خراب ہو جاتا ہے یا اس کے خراب ہونے میں اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہے اور یہ جراثیم اسی کے پیدا کردہ ہیں؟

نام نہاد تجربے کی وجہ سے صحیح حدیث کا رد کرنا انہیں لوگوں کا کام ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول کا کام صرف قرآن پہنچانا تھا، اس نے پہنچا دیا۔اب قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے منکرین حدیث کے نزدیک رسول کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔!!

منکرین حدیث سے درخواست ہے کہ اس صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے قرآن مجید کی وہ آیت پیش کریں جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ بنی اسرائیل کے وجود سے پہلے بھی دنیا میں گوشت گل سڑ جاتا تھا۔اگر قرآن سے دلیل پیش نہ کر سکیں تو پھر ایسی مشین ایجاد کریں جس کے ذریعے وہ لوگوں کو زمانہ بنی اسرائیل سے پہلے والے دور میں لے جا کر دکھا دیں کہ دیکھو یہ گوشت گل سڑ رہا ہے۔اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر سوچ لیں کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان رد کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

تنبیہ: بعض علماء نے اس حدیث کی دیگر تشریحات بھی لکھی ہیں مثلاً دیکھئے ''مشکلات الأحادیث النبویۃ وبیانہا ''(ص۱۱) لیکن ظاہر الفاظ کتاب وسنت پر ایمان لانے میں ہی نجات ہے۔الا یہ کہ کوئی صحیح دلیل قرینہ صارفہ بن کر ظاہر کو مجاز کی طرف پھیر دے۔والحمدللہ

منکر حدیث: ''(۱۰) نحوست تین چیزوں میں ہے؟

(جلد دوم صفحہ نمبر ۸۱ روایت نمبر ۱۲۲)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نحوست صرف تین چیزوں میں ہے۔گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔

(روایت نمبر ۱۲۳) سہل بن سعد ساعدی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو عورت میں ہوتی، مکان میں ہوتی۔گھوڑے میں ہوتی۔

تبصرہ: مذکورہ بالا روایات ۱۲۲، ۱۲۳ اپنا تبصرہ آپ ہیں۔ایک روایت میں تین چیزوں میں نحوست بیان کی گئی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بالحق پیدا کیا ہے منحوس اور باطل پیدا نہیں کیا۔انسان کا کردار تو منحوس ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق کی تخلیق میں نحوست نہیں سکتی۔اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کے نتائج خیر پر مبنی ہوتے ہیں۔

دوسری روایت میں مشروط نفی ہے کہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی۔ایک ہی صفحہ پر ایسی متضاد روایات کی مثال کہیں ملنا ناممکن ہے اور پھر ان دونوں روایات کو وحی کہہ کر نبی ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱۰)الجواب:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ یہ روایت صحیح بخاری میں چار مقامات پر ہے (۲۸۵۸، ۵۰۹۳، ۵۷۵۳، ۵۷۷۲)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم (۲۲۲۵ ترقیم دارالسلام: ۵۸۰۴، ۵۸۰۵) التوکل للإمام ابن خزیمہ (اتحاف المھرۃ ۸/۳۰۷ ح ۹۴۳۴) وسنن ابی داود (۳۹۲۲) وسنن الترمذی (۲۸۲۴ وقال: ھذا حدیث صحیح) وسنن النسائی (۶/۲۲۰ ح ۳۵۹۸، ۳۵۹۹) وسنن ابن ماجہ (۱۹۹۵) وشرح معانی الآثار للطحاوی (۴/۳۱۳) ومشکل الآثار لہ (تحفۃ الاخیار ۱/۲۱۸ ح ۲۰۵) وشرح السنۃ للبغوی (۹/۱۳ ح ۲۲۴۴ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ) ومسند ابی یعلی (۵۴۳۳، ۵۴۹۰، ۵۵۳۵) [وغیرہ]

امام بخاری سے پہلے درج ذیل محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

امام مالک (الموطا ۲/۹۷۲ ح ۱۸۸۳، التمہید ۹/۲۷۸) عبدالرزاق (المصنف ۱۰/۴۱۱ ح ۱۹۵۲۷) ابوداود الطیالسی (۱۸۲۱) ابوبکر الحمیدی (۶۲۱) واحمد بن حنبل (۲/۸ ح ۴۵۴۴ و۲/۵۲، ۱۱۵، ۱۲۶، ۱۳۶)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسے درج ذیل جلیل القدر تابعین نے بیان کیا ہے۔

① سالم بن عبداللہ بن عمر

② حمزہ بن عبداللہ بن عمر

معلوم ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، اسے شاذ یا معلول قرار دینا غلط ہے لیکن یہ حدیث دوسری روایات کی وجہ سے منسوخ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''إن کان الشؤم في شئ ففی الدار والمرأۃ والفرس ''اگر بدشگونی کسی چیز میں ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی (صحیح بخاری: ۵۰۹۴ وصحیح مسلم: ۲۲۲۵ دارالسلام: ۵۸۰۷، ۵۸۰۹ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

یہ روایت، اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل صحابہ سے بھی موجود ہے۔

① سہل بن سعد الساعدی (صحیح بخاری: ۲۸۵۹، ۵۰۹۵ وصحیح مسلم: ۲۲۲۶ دارالسلام: ۵۸۱۰)

② جابر بن عبداللہ الانصاری (صحیح مسلم: ۲۲۲۷ دارالسلام: ۵۸۱۲)

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت بہ اصول محدثین بالکل صحیح ہے لیکن دوسری روایات کی وجہ سے منسوخ ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ دنیا میں جھگڑے فساد کی جڑ عام طور پر یہی تین چیزیں ہیں۔ عورت، گھر، زمین جائداد، اور گھوڑا (یعنی فوجیں) واللہ اعلم، نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''لا طیرۃ'' کوئی نحوست اور بدشگونی نہیں ہے (صحیح بخاری: ۵۷۵۴ وصحیح مسلم: ۲۲۲۳ عن

www.sirat-e-mustaqeem.com

سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

نیز دیکھئے فتح الباری (۶/۶۰۔۶۳ تحت ح ۲۸۵۸، ۲۸۵۹) والحمدللہ

منکر حدیث: ''(۱۱) صحابہ رضی اللہ عنہم کی کردار کشی

(جلد اول۔صفحہ نمبر ۸۲۰ روایت نمبر ۲۲۱۱)

حسینؓ ابن علیؑ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کے دن ایک اونٹنی ملی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹنی اور دی ان دونوں کو ایک دن میں نے ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کر رہا تھا کہ ان دونوں پر اذخر لادکر لے جاؤں تاکہ بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار تھا اس سے فاطمہؓ کے ولیمہ کی دعوت میں مدد لوں حمزہؓ بن عبدالمطلب اسی گھر میں شراب پی رہے تھے ان کے ساتھ ایک گانے والی تھی الدیا حمزہ بشرف النؤا ۔اے حمزہ آگار ہو فربہ اونٹنیاں لے لو۔حمزہ ان دونوں اونٹنیوں کی طرف تلوار لے کر جھپٹ پڑے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کولہے کاٹ ڈالے پھر ان دونوں کی کلیجیاں کاٹ ڈالیں میں انے ابن شہاب سے پوچھا کوہان کیا ہوا کہا کوہان کاٹ کر لے گئے ابن شہاب کا بیان ہے کہ علیؓ نے کہا کہ میں ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔میں (یعنی علیؓ) نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس زیدؓ بن حارثہ بھی تھے۔میں نے آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ چلے اور آپ کے ساتھ زیدؓ بھی چلے میں بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوا۔آپ حمزہؓ کے پاس پہنچے اور بہت غصہ ہوئے حمزہؓ نے نگاہ اٹھائی اور کہا کیا تم میرے باپ دادوں کے غلام ہو؟ رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں واپس ہو گئے اور ان کے پاس سے چلے گئے (یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے)

تبصرہ: کیا غیر محرم کے ساتھ گانا بھی مباح تھا اس کے علاوہ دوسری روایت اسی مضمون کی جو بخاری جلد دوم صفحہ ۵۱۵ روایت نمبر ۱۱۸۰ جس میں یاروں کی مجلس کا بھی ذکر ہے۔علیؓ کی اجازت کے بغیر ان کی دو اونٹنیوں کا جھٹکا کر دیا۔

صحابہؓ کا یہ کردار خلافِ قرآن سمجھا جائے گا لہذا یہ حقیقت کی بجائے صحابہ پر بہتان ہوگا۔''

(۱۱) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں پانچ مقامات پر موجود ہے (۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۳۰۹۱، ۴۰۰۳، ۵۷۹۳ مختصراً ومطولاً)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم (۱۹۷۹ وترقیم دارالسلام: ۵۱۲۷۔۵۱۳۰) صحیح ابن حبان (الاحسان ۷/۳۴ ح ۴۵۱۹ دوسرا نسخہ: ۴۵۳۶) صحیح ابی عوانہ (۵/۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲) وسنن ابی داود (۲۹۸۶) والسنن الکبری للبیہقی (۶/۱۵۳، ۳۴۱، ۳۴۲) ومسند ابی یعلیٰ (۵۴۷) امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے یہ حدیث درج ذیل محدثین نے بیان کی ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۱/۱۴۲ ح ۱۲۰۰)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت صحیح ثابت اور مشہور ہے۔اس سلسلے میں چند اہم معلومات درج ذیل ہیں۔

❶ یہ واقعہ غزوہ احد (۳ھ) سے پہلے اور غزوہ بدر (۲ھ) کے بعد کا ہے۔

❷ شراب (خمر) کی حرمت کا حکم ۶ھ یا ۷ھ میں نازل ہوا۔اس سے پہلے شراب حرام نہیں تھی۔

❸ اس حدیث میں ذکر کردہ دور میں گانے والی لونڈیوں کا گانا حرام نہیں ہوا تھا۔یاد رہے کہ اس روایت میں موسیقی

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے آلات کا ذکر نہیں بلکہ صرف لونڈی کا (آواز سے) گانا مذکور ہے۔ گانے بجانے کی حرمت دوسری احادیث سے ثابت ہوتی ہے (مثلاً دیکھئے صحیح بخاری: ۵۵۹۰) لہذا اس روایت سے گانے بجانے کے جواز پر استدلال کرنا منسوخ ہے۔

❹ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زنا کا صدور بھی ثابت ہے (دیکھئے صحیح بخاری: ۶۸۲۰ وصحیح مسلم: ۱۶۹۱)

❺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بخشے ہوئے اور جنتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اطلع الله علی أهل بدر فقال: اعملوا ماشئتم ، فقد غفرت لکم '' بدری صحابیوں کے سامنے اللہ ظاہر ہوا اور فرمایا: جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے (مسند احمد ۲/۲۹۵ ح ۷۹۴۰ وسندہ حسن)

سیدنا امیر حمزہ البدری رضی اللہ عنہ کو اللہ نے بخش دیا اور جنت الفردوس میں داخل کر دیا ہے لہذا منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ ''صحابہ کا یہ کردار خلافِ قرآن سمجھا جائے گا....'' مردود ہے۔

منکر حدیث: ''(۱۲) کیا وحی خیالِ مشکوک کا نام ہے

(جلد دوم صفحہ ۲۶۳ روایت نمبر ۵۷۳)

ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدمؑ۔ وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور باریابی میں ہوں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ میں جانے والا لشکر نکالو وہ عرض کریں گے دوزخ کا کتنا لشکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا فی ہزار نوسو ننانوے دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا پس وہ ایسا وقت ہوگا کہ خوف کے مارے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور تم کو لوگ نشہ کی سی حالت میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے جنت میں جانیوالا فی ہزار ایک کون ہوگا آپؐ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ کیونکہ تم میں ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنت کا چوتھائی حصہ ہوگے تو ہم لوگوں نے تکبیر پڑھی پھر آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوگے ہم نے پھر تکبیر کہی تو آپؐ نے فرمایا تم اہل جنت کا نصف ہوگے یعنی تم نصف اور نصف دوسرے لوگ ہوں گے ہم نے پھر اللہ اکبر کہا آپؐ نے فرمایا تم تو اور لوگوں کے مقابلے میں ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل کے جسم پر یا سفید بال سیاہ بیل کے جسم پر۔ (روایت ختم)

تبصرہ: خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں کیا وحی ایسے ہی الفاظ میں نازل ہوتی ہے یعنی مجھے امید ہے یا یہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ بھی حتمی طور پر ایک بات نہیں بتلاتا۔ کیا وحی خیال مشکوک کا نام ہوتا ہے۔

نوٹ: بخاری میں دوسرے مقام پر یعنی کتاب التفسیر میں بھی اسی مضمون کی روایت ہے زیر تفسیر آیت وتری الناس سکٰری روایت نمبر ۱۸۵۲۔ ۲/۸۵۵ جلد دوم''

(۱۲) الجواب:

یہ حدیث صحیح بخاری میں تین مقامات پر موجود ہے (۳۳۴۸، ۴۷۴۱، ۶۵۳۰)

اسے امام بخاری کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مسلم (الصحیح : ۲۲۲) النسائی فی الکبری (۱۱۳۳۹ والتفسیر : ۳۵۹) ابوعوانہ (المسند ۱/۸۸۔۹۰) عبد بن حمید (المنتخب : ۹۱۷) ابن جریر الطبری (التفسیر ۱۷/۸۷، تہذیب الآثار ۲/۵۲) البیہقی (شعب الإیمان : ۳۶۱) ابن مندہ (الإیمان : ۸۸۱)

امام بخاری سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۳/۳۲) وکیع (نسخۃ وکیع عن الأعمش ص ۸۵، ۸۶ ح ۲۷)

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے، دیکھئے صحیح بخاری (۶۵۲۸، ۶۶۴۲) وصحیح مسلم (۲۲۱)

لہذا یہ روایت بالکل صحیح اور قطعی الثبوت ہے۔ اس میں ''خیال مشکوک'' والی کوئی بات نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے درجہ بدرجہ اپنے صحابہ کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے پہلے ایک چوتھائی پھر ایک ثلث اور آخر میں نصف کا ذکر فرمایا۔ یہ عام لوگوں کو معلوم ہے کہ نصف میں ایک ثلث اور ایک چوتھائی دونوں شامل ہوتے ہیں لہذا منکرین حدیث کا اس حدیث پر حملہ مردود ہے۔ منکرین حدیث کی ''خدمت'' میں عرض ہے کہ سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۱۴۷ کی وہ کیا تشریح بیان کرتے ہیں؟ دوسرے یہ کہ حدیث مذکور کس قرآنی آیت کے خلاف ہے؟

منکر حدیث: ''کیا وحی مشکوک ہوتی ہے؟

(جلد اول صفحہ ۸۳۱ روایت نمبر ۲۲۴۳)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا مسلم نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا پر فضیلت دی اور یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو ساری دنیا پر فضیلت دی۔ مسلمان نے یہ سن کر یہودی کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ یہودی نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور جو کچھ مسلمان اور اس کے درمیان گذرا تھا بیان کر دیا۔ نبی ﷺ نے مسلمان کو بلایا اور اس کے متعلق پوچھا اس نے سارا حال بیان کیا نبی ﷺ نے فرمایا: کو موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو اس لئے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا۔ میں دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کا کونہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ (روایت ختم)

تبصرہ: میں نہیں جانتا اور باقی خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ سب لوگوں کی بے ہوشی پر اطلاع دے دی اور اگلی اطلاع بذریعہ وحی نہ مل سکی ''میں نہیں جانتا'' اور دوسرے لفظ ''یا'' پر غور فرمائیں۔ کیا وحی مشکوک ہوتی ہے؟ وما علینا الا البلغ المبین ''

(۱۳) الجواب:

یہ حدیث صحیح بخاری میں مقامات پر ہے (۲۴۱۱، ۳۴۰۸، ۴۸۱۳، ۳۴۱۴، ۶۵۱۷، ۶۵۱۸، ۷۴۷۲)

اسے امام بخاری کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

مسلم بن الحجاج (صحیح مسلم : ۲۳۷۳) طحاوی (مشکل الآثار، طبعہ قدیمہ ۱/۴۴۵، معانی الآثار ۴/۳۱۶) ابویعلیٰ (المسند :

www.sirat-e-mustaqeem.com

۶۶۴۳) النسائی (السنن الکبری: ۵۸/۷۷، ۱۱۴۵۷) ابو داود (السنن: ۴۶۷۱) ترمذی (السنن: ۳۲۴۵ وقال: ھذا حدیث حسن صحیح) ابن ماجہ (السنن: ۴۲۷۴) البغوی (شرح السنۃ ۱۵/۱۰۶ ح ۴۳۰۲ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ) البیہقی (دلائل النبوۃ ۴۹۲/۵)

امام بخاری رحمہ الہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل (۲۶۴/۲، ۴۵۰)

یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل جلیل القدر ثقہ تابعین نے بیان کی ہے۔

① سعید بن المسیب

② ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

③ عبدالرحمٰن الاعرج

④ عامر الشعبی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اسے سیدنا الخدری رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے (صحیح بخاری: ۲۴۱۲ و صحیح مسلم: ۲۳۷۴ و مصنف ابن ابی شیبہ ۵۲۶/۱۱ ح ۳۱۸۲۸)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے لہذا منکر حدیث کا اس سے ''کیا وحی مشکوک ہوتی ہے؟'' کشید کرنا باطل ہے۔

رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''میں نہیں جانتا'' اِلخ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کے مطابق ہے۔

﴿وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ [آپ کہہ دیں کہ....] اور میں غیب نہیں جانتا (سورۃ الانعام: ۵۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ﴾ [سورۃ الانبیاء: ۱۰۹]

ترجمہ از شاہ ولی اللہ الدہلوی: ''ونمی دانم کہ نزدیک است یا دوراست آنچہ وعدہ دادہ میشوید'' (ص ۳۹۹)

ترجمہ از شاہ عبدالقادر: ''اور میں نہیں جانتا، نزدیک ہے یا دور ہے، جو تم کو وعدہ ملتا ہے'' (ص ۳۹۹)

ترجمہ از احمد رضا خان بریلوی: ''میں کیا جانوں کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے'' (ص ۵۳۱)

معلوم ہوا کہ منکرین حدیث حضرات، احادیث صحیحہ کی مخالفت کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کے بھی مخالف ہیں۔ ان کے پاس نہ حدیث ہے اور نہ قرآن ہے، بس وہ اپنی خواہشات اور بعض نام نہاد ''مفکرینِ قرآن'' کے خودساختہ نظریات و تحریفات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ مرنے سے پہلے پہلے رب کریم کی طرف سے مہلت ہے، جو شخص توبہ کرنا چاہے کر لے ورنہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باغیوں اور سرکشوں کے لئے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی پناہ میں رکھ۔ اے اللہ! تو ہمیں کتاب و سنت پر ثابت قدم رکھ اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرما۔ اے اللہ! ہمارے سارے گناہ معاف فرما دے، آمین،

حافظ زبیر علی زئی (۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ)